وراثت کے احکام و مسائل

تالیف: شیخ کے ابو یاسر امین الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ

تقدیم و نظرِ ثانی: الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشر: توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

وراثت
کے
احکام ومسائل

تالیف

شیخ۔کے۔ابو یاسر امین الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ

تقدیم ونظر ثانی

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

نشر و توزیع
توحید پبلیکیشنز
بنگلور (انڈیا)

کتاب .... وراثت کے احکام ومسائل

تالیف .... شیخ۔کے۔ابو یاسر امین الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ

تقدیم ونظر ثانی .... فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

کمپوزنگ .... محمد حسن خان

طبع اوّل .... 1439ھ......2018ء

تعداد 3000

ناشر .... توحید پبلی کیشنز، بنگلور انڈیا

ہندوستان میں ملنے کے پتے

1-Tawheed Publications
Contact:Mr.M.R.Khan,S.R.K.Garden,
Phone# 9900446193
BENGALURU-560 041

2-Islamic Information Centre,
Opp Jai Bharath Real Estate
#141, 3rd Main, Kousar Nagar,
RT Nagar PO,
BENGALURU - 560 032
984528 9298; 80 2333 9298
www.iicblr.in; info@iicblr.in

3-Islam World
No. 35, Haines road,
Fraser Town,
Near AKS Convention Centre,
Phone#9900102210,
9620250026
BENGALURU-560 005

4-Dar us Salaam
Hanif Ahmed Wani
Phone#9419748245
SRINAGAR-(J.K)

1- توحید پبلیکیشنز
رابطہ: محمد رحمت اللہ خان، ایس.آر.کے.گارڈن،
فون: ۹۹۰۰۴۴۶۱۹۳
بنگلور۔۰۴۱ ۵۶۰

2-اسلامک انفرمیشن سنٹر
نمبر: ۱۴۱، تھرڈ مین، کوثر نگر
آر۔ٹی۔نگر پوسٹ آفس۔
بنگلور۔۰۳۲ ۵۶۰

3-اسلام ورلڈ
نمبر ۳۵، ہینز روڈ، فریزر ٹاؤن،
نزد اے.کے.ایس کنونشن سینٹر،
فون: ۹۹۰۰۱۰۲۲۱۰، ۹۶۲۰۲۵۰۰۲۶
بنگلور۔۰۰۵ ۵۶۵

4- دارالسلام کشمیر
حنیف احمد وانی، فون: ۹۴۱۹۷۴۸۲۴۵
سری نگر۔(جموکشمیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ
کے نام سے شروع کرتا ہوں
جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقدیم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ، وَنَسْتَعِينُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ:

اسلام دینِ کامل ہے اور اسکے کامل و مکمل ہونے کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ (سورۃ المائدہ، آیت: 3)

اس دین نے اپنے ماننے والوں کی زندگی کے ہر شعبے میں ہدایات دی ہیں، اس کا تعلق عقیدہ و ایمان سے ہو، اقوال و اعمال سے ہو، سیاسیات و اخلاقیات سے ہو یا اقتصادیات و معاشیات یا مالیات سے ہو، حتیٰ کہ اگر کسی کی اخروی زندگی کی بات ہو تو معاد کے بارے میں بھی تعلیمات موجود ہیں۔ حیات اور خصوصاً مابعد الممات سے متعلقہ امور و معاملات میں سے ہی میراث یا ترکہ بھی ہے اور اس کے بارے میں بھی نہایت عادلانہ و منصفانہ تعلیمات موجود ہیں۔ اور ان تعلیمات کی معرفت کا نام ہی ''علم الفرائض یا علم المواریث یا پھر علمِ وراثت'' ہے۔ اور اسکے سیکھنے کی نبیِ اکرم ﷺ نے بطورِ خاص تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ مستدرک کی معروف حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے: ((تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ.)) [مستدرك حاكم : 333/4] ''علم وراثت سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔''

اس علم کو سیکھنے اور عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ لوگ جو بیٹیوں کو جہیز جیسی غیر اسلامی ''مدد'' دے کر انہیں ان کے شرعی حقوقِ میراث سے محروم کر دیتے ہیں، انہیں اپنے اس گناہ کا احساس ہو اور وہ لوگ جو بلاوجہ یا کسی بچی بچے کی نافرمانی پر طیش و جوش میں آ کر ہوش کھو بیٹھتے ہیں اور ''عاق نامہ'' لکھ کر اخبارات میں شائع کروا دیتے ہیں، انہیں بھی اپنے اس

غیر اسلامی فیصلے سے باز رہنے یا رجوع کرنے کی توفیق نصیب ہو۔

یہ نسبتاً مشکل علم ہے۔یہی وجہ ہے کہ مارکیٹ میں اس موضوع کی بہت کم کتابیں نظر آتی ہیں، ایک کتاب ''اسلامی قانونِ وراثت'' تالیف مولانا ابونعمان بشیر احمد حفظہ اللہ ہے جسے معروف عالمی اشاعتی ادارہ ''دارالسلام'' نے شائع کیا۔اسی طرح ہمارے ایک فاضل ساتھی مولانا فاروق اصغر صارم رحمہ اللہ (گوجرانوالہ) نے بھی قدرے مختصر اور نہایت آسان انداز کی کتاب لکھی تھی جو شائع بھی ہوئی۔ایسے ہی بعض دیگر کتب بھی ہیں۔

جبکہ زیرِ نظر کتاب جناب کے۔ابو یاسر امین الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ کی ہے اور انہوں نے بھی اس قدرے مشکل علم کو نہایت آسان اسلوب سے قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے، جس پر وہ بجا طور پر ہم سب کے شکریہ کے حقدار ہیں۔فجزاه اللّٰه خيراً في الدنيا والاخرة.

ہمارے ادارہ ''توحید پبلی کیشنز'' بنگلور کے کارپردازان جناب ایڈووکیٹ محمد رحمت اللہ خان حفظہ اللہ، انجینئر شاہد ستار اور ان کے دیگر تمام ساتھی بھی شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ اسے قارئین کرام کے لیے باعثِ استفادہ بنائے اور ہم سب کی طرف سے اسے شرفِ قبول سے نوازے۔تقبل الله منا صالح الاعمال ووفقنا لكل خير، آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابوعدنان محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر

وداعيه متعاون مكاتب جاليات الخبر،

الراكة، الدمام، الظهران (سعودی عرب)

www.mohammedmunirqamar.com

۱۸/۷/۱۴۳۹ھ

۴/۴/۲۰۱۸ء

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ:

علمِ میراث یا علمِ فرائض بڑا اہم، دقیق اور دلچسپ علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر قرآنِ کریم میں اس کے احکام بتادیا ہے۔ کیونکہ عہدِ جاہلیت میں تقسیمِ میراث میں ظلم کیا کرتے تھے۔ عورتوں اور بچوں کو محروم کردیتے اور اسی کو وارث بناتے جو جنگوں میں شریک ہوکر غنیمت کا مال لے آتا۔ چنانچہ شریعتِ اسلامیہ نے ہر وارث کا حصہ مقرر کردیا یہاں تک کہ ماں کے پیٹ میں موجود بچہ کو بھی وارث ٹھہرایا ہے۔

شیخ محمد حسن عبد الغفارؒ فرماتے ہیں: ''ہمارے علماء ہمیشہ علم کو ترتیب وار حاصل کرنے کے قائل تھے۔ سب سے پہلے حفظِ قرآن کا اہتمام ہو، پھر علمِ میراث حاصل کیا جائے۔ جب بھی کوئی نوجوان حدیث پڑھنے کے لیے آتا تو سب سے پہلے اس سے پوچھتے:

"هَلْ تَعَلَّمْتَ الْقُرْاٰن" کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟ پھر دوسرا سوال کرتے:

"هَلْ تَعَلَّمْتَ الْفَرَائِضَ؟" ''کیا تم نے علمِ فرائض سیکھا ہے؟'' اگر کہتا کہ نہیں پڑھا ہے تو کہتے کہ جاؤ اور فرائض سیکھ لو۔''

علمِ میراث حقیقت میں دو مباحث پر مشتمل ہے: 1 فقہِ میراث۔ 2 تطبیقِ میراث۔ چنانچہ میں نے اس کتاب کو دو فصلوں میں بانٹا ہے۔ پہلی فصل میں میراث کی بنیادی باتیں، وارثین کے حصوں کی تفصیل، عصبہ کی قسمیں اور حجب پر بحث کی گئی ہے اور دوسری فصل میں

مخارجِ فروض، عول، تصحیح، رد اور مناسخہ وغیرہ بیان کیا ہے۔

ایک مبتدی طالب علم کے لیے ''فقہ میراث'' کے ساتھ ''تطبیق میراث'' کے یہ اہم مباحث پڑھ لے تو ان شاء اللہ کافی ہوجائے گا۔ مخارجِ فروض، عول، تصحیح، تقسیم ترکہ، رد کے مسائل اور ذوی الارحام کی مختصر وضاحت، جبکہ بقیہ مباحث نادر الوقوع ہیں جو کبھی کبھار پیش آتے ہیں۔

تقریباً پندرہ سال پہلے جامعہ محمدیہ منصورہ بنگلور میں اس فن کی تدریس کی ذمہ داری مجھے دی گئی۔ چند سالوں تک ''السراجی فی المیراث'' نصاب میں مقرر تھی۔ چنانچہ وہی کتاب میں پڑھاتا رہا اور اسی کا اسلوبِ حلِ مسائل اختیار کیے ہوئے تھا۔ پھر بعد میں شیخ عبدالصمد الکاتب کی کتاب ''الفرائض''نصاب میں رکھ دی گئی تو ذہن مزید کھلا اور اس فن کی مستقل حیثیت واضح ہوئی۔ پھر میرے ذہن میں بات آئی کہ علمِ میراث پر ایک کتاب لکھوں، جس میں بکثرت مثالیں دی گئی ہوں تاکہ ان مدارس میں جہاں اردو زبان بنیاد ہے وہاں پڑھائی جاسکے۔ چنانچہ میں نے فقہِ میراث پر ایک فولڈر تیار کیا اور وہ الحمد للہ ''توحید پبلیکیشنز'' سے شائع ہوا۔ پھر میں نے کتاب تحریر کرنا شروع کردیا اور ساتھ میں اس ادارہ کے فاضل ذمہ دار رحمت اللہ خان صاحب حفظہ اللہ کا اصرار بھی رہا کہ میں کتاب جلد از جلد مکمل کرکے ان کے حوالے کردوں تاکہ طباعت و اشاعت کا کام جلد ہوسکے۔ (جَزَاہُ اللّٰہُ خَیرَ الْجزَاء)

کتاب ترتیب دیتے ہوئے میں نے السراجی فی المیراث کے حلِ مسائل کا اسلوب اختیار کیا ہے کیونکہ یہی اسلوب میرے لیے آسان ہے اور جہاں تک ہوسکے طریقۂ حل میں مَیں نے جدّت لانے کی کوشش کی ہے تاکہ حساب کے جدید تقاضوں کے مطابق ہو۔ چند اختلافی اور دقیق مسائل و مباحث سے اجتناب کیا ہے۔ وہ لوگ جن کا تعلق خواص سے ہے وہ فن کی دیگر مفصل کتابوں کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔

اس کتاب میں میں نے شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار حماد حفظہ اللہ کا ایک وقیع مضمون شامل کیا ہے جو "اسلامی قانونِ وراثت" از مولانا ابو نعمان بشیر احمد حفظہ اللہ کتاب میں شائع ہوا تھا۔ جس میں عاق نامہ کی شرعی حیثیت، یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ، عول اور دیگر امور پر بحث کی گئی ہے۔

اساتذہ اور معلّمات کے لیے چند رہنما اصول بھی میں نے مرتب کیئے ہیں تاکہ ان کی روشنی میں اس کتاب کی تدریس کی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دے سکیں۔

رہنمائے معلم:

1: سب سے پہلے کسی بھی علم کو پڑھنے اور پڑھانے میں اخلاص وللّٰہیت کو اولین درجہ دیں۔

2: میراث کی آیتیں (سورۂ نساء کا دوسرا رکوع مکمل اور آخری آیت نمبر 176) مع ترجمہ طلبہ و طالبات کو حفظ کروادیں۔

3: اصحابِ فرائض کی حالتیں اور عصبات کی تینوں قسمیں اور حجب طلبہ و طالبات کو پختہ حفظ کروادیں۔

4: حساب کی بنیادی چیزیں جمع (Addition) و تفریق (Subtraction) ضرب (Multiplication) و تقسیم (Division) کا طریقہ سکھلا دیں اور پہاڑے (Tables) 20-2 تک زبانی یاد کروادیں۔

5: ہر سبق میں بکثرت فرضی مسائل دے کر (Homework) اور (Classwork) کے ذریعے طلبہ و طالبات کو مشق کروائیں۔

6: افہام و تفہیم، مناقشہ و مذاکرہ اور بحث مُباحثہ کے ذریعے اس فن کو آسان اور دلچسپ بنانے کی کوشش کریں۔

اس کتاب کا مسودہ تیار کرنے کے بعد میں نے شیخ کلیم اللہ عمری مدنی حفظہ اللہ اور عزیز

دوست حافظ طارق سوداگر عمری مدنی حفظہ اللہ سے درخواست کی کہ وہ اس پر نظر ثانی کریں۔ چنانچہ مشائخ نے نظر ثانی اور چند اصلاحات کیں اور مزید مفید مشوروں سے نوازا۔ (جَزَاهُمَا اللّٰهُ خَيْراً فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَة) ،حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کتاب ہر قسم کے نقص سے پاک ہو لیکن پھر بھی انسان خطا ونسیان کا شکار ہوسکتا ہے، لہٰذا قارئین سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ جہاں کہیں کوئی نقص وسقم دیکھیں تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اس کی جلد از جلد تصحیح کی جاسکے۔

آخر میں اللہ کا شکر ادا کرنے کے بعد ان تمام لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کتاب کی تکمیل میں کسی نہ کسی طرح حصہ لیا ہے۔ خصوصاً جناب رحمت اللہ خان صاحب اور جناب شاہد ستار صاحب حفظہما اللہ کا جن کی کوششوں سے اس کتاب کی DTP اور ڈیزائننگ کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ ان سب کی مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت عطاء فرما کر دنیا وآخرت میں اپنے انعامات سے نوازے۔ آمین

کے۔ ابویاسر امین الرحمٰن بن کے سعد اللہ باشا رحمہ اللہ

10 ذی الحجة (عیدالاضحیٰ) 1438 بمطابق 02-08-2017

Mobile No: 9945307635

Mail Id: abuyasir73@gmail.com

حرفِ اوّل

اسلام دینِ فطرت ہے اور انسان کی فطری خواہشات کا احترام کرتے ہوئے شخصی جائیداد، یعنی انفرادی ملکیت کا قائل ہے۔ اس میں احکامِ وصیت، وراثت اور مسائلِ ہبہ و وقف کا ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انفرادی نظریۂ ملکیت ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ پھر تمدن کی ترقی کے لیے انتقالِ ملکیت بھی بہت ضروری ہے جس کی دو صورتیں ممکن ہیں، ایک اختیاری اور دوسری غیر اختیاری۔ اختیاری انتقالِ ملکیت کی پھر دو صورتیں ہیں:

(الف) معاوضہ لے کر کوئی چیز دوسرے کے حوالے کرنا۔ ایسا اشیائے خرید وفروخت یا اس کے مشابہ لین دین میں ہوتا ہے۔

(ب) بلا معاوضہ کوئی چیز دوسرے کے حوالے کرنا۔ اس کی بھی مزید دو اقسام ہیں:

① اگر بلا معاوضہ انتقالِ ملکیت بحالتِ صحت ہو اور اپنی زندگی میں کوئی چیز دوسرے کے حوالے کر دی جائے تو اسے ہبہ یا ہدیہ کہا جاتا ہے۔

② اگر بلا معاوضہ انتقالِ ملکیت بحالتِ مرضِ موت ہو اور مرنے کے بعد وہ چیز کسی دوسرے کو ملے تو اسے وصیت کہتے ہیں۔

انتقالِ ملکیت کی دوسری صورت جو غیر اختیاری ہے وہ انسان کی مملوکہ اشیاء کو خود بخود اس کے ورثاء کی طرف منتقل کر دیتی ہے، اس میں انتقال کنندہ کے ارادے، نیت یا اختیار کو قطعاً کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس غیر اختیاری انتقالِ ملکیت کو شرعی اصطلاح میں ''وراثت'' کہا جاتا ہے۔

انتقالِ ملکیت کے ان مذکورہ دونوں طریقوں میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ اختیاری

طریقۂ انتقال میں بعض اوقات ایجاب و قبول اور بعض صورتوں مثلاً وقف وغیرہ میں صرف ایجاب شرط ہوتا ہے، جبکہ وراثت میں ایجاب و قبول نہیں ہوتا بلکہ اس کے بغیر ہی وارث اس کا مالک بن جاتا ہے۔

آغازِ اسلام میں انتقالِ ملکیت کے لیے وصیتی طریقہ رائج کیا گیا۔ اس کی بنیاد یہ تھی کہ جائیداد کا مالک خود اس امر کا اہتمام کرتا تھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد کا بندوبست کس طرح ہو؟ اور کون کون لوگ اس میں حصہ دار بنیں؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝١٨٠ ﴾

(البقرہ: 180)

"تم پر یہ فرض کر دیا گیا ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو موت آجائے اور وہ کچھ مال و دولت چھوڑے جا رہا ہو تو مناسب طور پر اپنے والدین اور رشتہ داروں کے حق میں وصیت کر جائے۔ ایسا کرنا اہلِ تقویٰ کے ذمے حق ہے۔"

لیکن انسان کی خودغرضی اسے اکثر اوقات ظلم و زیادتی پر آمادہ کر دیتی ہے جس کا نتیجہ کسی رشتہ دار کی ناروا طرف داری یا بلاوجہ حق تلفی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے جو خاندان کے مختلف افراد کے درمیان رسہ کشی کا باعث بن جاتا ہے۔ اسلام نے اس سلسلے میں واضح طور پر راہنمائی فرمائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ﴾

(سورۃ البقرہ: 182)

"البتہ جس شخص کو وصیت کرنے والے کی طرف سے کسی کے متعلق طرف داری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو اور وہ وارثوں میں سمجھوتہ کرا دے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔"

اسلام نے دانستہ یا غیر دانستہ طرف داری یا حق تلفی کا اس طرح سدباب کیا ہے کہ مورِث کو ایک تہائی کی حد تک وصیت کا اختیار دے کر باقی ترکے کی تقسیم کے لیے واضح

اصول مقرر کر دیے تا کہ خاندان میں عزیز و اقارب کے درمیان نفرت و عداوت کی تخم ریزی نہ ہو اور صلۂ رحمی اور ہمدردی کے جذبات بھی ماند نہ پڑیں، نیز اللہ تعالیٰ نے وراثت کے احکام کو اس اصول پر استوار کیا کہ فوت ہونے والے کا ترکہ ان لوگوں میں تقسیم ہونا چاہیے جو اپنی قرابت داری کے اعتبار سے مرحوم کی جائیداد کے زیادہ حقدار ہوں۔ پھر حقِ وراثت کو ایسا محکم فرض قرار دیا ہے جس میں تغیر و تبدل کی کوئی گنجائش نہیں۔ اصولِ تقسیم بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝﴾

(سورۃ النساء : 13-14)

”یہ اللہ کی حدود ہیں۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اللہ کی حدود سے نکل جائے، اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور رسوا کن عذاب سے دوچار ہوگا۔“

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے پیچھے ایک سے زیادہ قرابت دار چھوڑ جاتا ہے جن کے متعلق وہ یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ کس کے حقوق دوسرے قرابت دار کے اعتبار سے زیادہ لائق اعتناء ہیں۔ عقلِ انسانی کے اس تذبذب کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں دور فرمایا:

﴿اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝﴾ (سورۃ النساء : 11)

”تم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ تمہیں فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے تمہارے والدین اور

تمہاری اولاد میں سے کون تمہارے قریب تر ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔''

لیکن افسوس کہ وراثت کے متعلق کتاب وسنت میں بیان کردہ واضح شرعی احکام اور اس قدر سخت وعید کے باوجود ہم مسلمان اس سلسلے میں کھلی خلاف ورزی کرتے ہیں اور کھلے طور پر افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ ایک طرف مزعومہ عاق نامے کے ذریعے اپنی اولاد کو ان کے شرعی حصے سے محروم کر دیتے ہیں تو دوسری طرف اپنے بیٹوں کی موجودگی میں اپنے پوتوں کو وراثت میں برابر کا حصے دار ٹھہراتے ہیں۔ ان سماجی مسائل کے بارے میں کچھ وضاحت کرنا ہم ضروری خیال کرتے ہیں۔

عاق نامہ کی شرعی حیثیت:

ہم آئے دن اخبارات میں ''عاق نامہ'' کا اشتہار پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا والد کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے نافرمان بیٹے کو اپنی وراثت سے محروم کر دے؟

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد کو تقسیم کرنے کا طریقۂ کار اللہ تعالیٰ کا وضع کردہ ہے، اس میں کسی کو ترمیم واضافے کا حق نہیں ہے۔ جو حضرات قانونِ وراثت کو پامال کرتے ہوئے آئے دن اخبارات میں اپنی اولاد میں سے کسی کے متعلق ''عاق نامہ'' کے اشتہارات دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑے خوفناک عذاب کی وعید سنائی ہے۔ ہمارے معاشرے میں کہیں تو عورتوں کو مستقل طور پر وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے اور کہیں دوسرے بچوں کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف بڑے لڑکے ہی کو وراثت کا حق دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ ضابطۂ وراثت کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ ﴾

(سورة النساء : 7)

”مردوں کے لیے اس مال میں حصہ ہے جو والدین اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لیے بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں، باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ، اس میں ہر ایک کا حصہ مقرر ہے۔“

اس آیت کے پیشِ نظر کسی وارث کو بلاوجہ وراثت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ ماہرینِ وراثت نے ان وجوہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے جو وراثت سے محرومی کا باعث ہیں، ان میں والدین کا نافرمان ہونا کوئی شرعی مانع نہیں ہے جس کی بنا پر بیٹے یا بیٹی کو وراثت سے محروم کر دیا جائے، اس لیے بلاوجہ و بلا شرعی عذر کے کسی وارث کو محروم نہیں کرنا چاہیے۔

مختصراً یہ کہ اگر بیٹا نافرمان ہے تو وہ اس نافرمانی کی سزا اللہ کے ہاں ضرور پائے گا، لیکن والد کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اسے جائیداد سے محروم کر دے۔ بعض لوگ محض ڈرانے دھمکانے کے لیے ایسا کرتے ہیں، لیکن ایسا کرنا بھی بعض اوقات کئی قباحتوں کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر رائج الوقت ”عاق نامہ“ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ:

موجودہ دور میں وراثت کے متعلق جس مسئلے کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے وہ میت کی اپنی حقیقی اولاد کے ہوتے ہوئے یتیم پوتے پوتی اور نواسے نواسی کی میراث کا مسئلہ ہے۔ اس کی بے چارگی اور محتاجی کو بنیاد بنا کر اسے بہت اچھالا گیا ہے، حالانکہ اس مسئلے میں رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک سے لے کر بیسویں صدی عیسوی تک کوئی اختلاف نہیں پایا گیا کہ دادا یا نانا کے انتقال پر اگر اس کا بیٹا موجود ہو تو اس کے، دوسرے مرحوم بیٹے یا بیٹی کی اولاد کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اس مسئلے میں نہ صرف مشہور فقہی مذاہب، حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نیز شیعہ، امامیہ، زیدیہ اور ظاہریہ سب متفق ہیں بلکہ غیر معروف ائمہ وفقہاء کا بھی اس کے خلاف کوئی قول منقول نہیں، البتہ حکومتِ پاکستان نے 1961ء میں مارشل لاء کا ایک آرڈیننس جاری کیا، جس کے تحت یہ قانون نافذ کر دیا گیا کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اپنے

پیچھے ایسے لڑکے یا لڑکی کی اولاد چھوڑ جائے جس نے اس کی زندگی میں وفات پائی ہو تو مرحوم یا مرحومہ کی اولاد دیگر بیٹوں کی موجودگی میں اس حصے کو پانے کی حقدار ہو گی جو ان کے باپ یا ماں کو ملتا، اگر وہ اس شخص کی وفات کے وقت زندہ ہوتے۔ پاکستان میں اس قانون کے خلاف شریعت ہونے کے متعلق عظیم اکثریت نے دوٹوک فیصلہ کر دیا تھا کہ یہ قانون امت مسلمہ کے اجتماعی نقطہ نظر کے خلاف ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾

(النساء : 11)

''اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے متعلق حکم دیتا ہے، مردوں کا حصہ دو عورتوں کے حصوں کے برابر ہے۔''

اس آیتِ کریمہ میں لفظِ اولاد، ولد کی جمع ہے جو جنے ہوئے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ عربی زبان میں لفظ ولد دو طرح سے مستعمل ہے:

1: حقیقی، جو بلاواسطہ جنا ہوا ہو، یعنی بیٹا اور بیٹی۔

2: مجازی، جو کسی واسطے سے جنا ہوا ہو، یعنی پوتا یا پوتی۔

بیٹیوں کی اولاد، یعنی نواسی اور نواسے اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہی نہیں ہیں کیونکہ نسب باپ سے ملتا ہے۔ اس بنا پر نواسا اور نواسی لفظ ولد کی تعریف میں شامل نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک حقیقی معنیٰ کا وجود ہو گا مجازی معنیٰ مراد لینا جائز نہیں ہے، یعنی لفظ ولد کے حقیقی معنیٰ بیٹے اور بیٹی کی موجودگی میں پوتا اور پوتی مراد نہیں لیے جا سکتے، لہٰذا آیتِ کریمہ کا واضح مطلب یہ ہوا کہ حقیقی بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے پوتی کا کوئی حق نہیں ہے، خواہ وہ پوتا پوتی زندہ بیٹے سے ہوں یا مرحوم بیٹے سے۔ اس کے متعلق امام جَصّاص اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''امت کے اہلِ علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد

میں صرف اولاد مراد ہے اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ پوتا، حقیقی بیٹے کے ساتھ اس میں شامل نہیں ہے اور نہ اس میں اختلاف ہے کہ اگر حقیقی بیٹا موجود نہ ہو تو اس سے مراد بیٹوں کی اولاد ہے بیٹیوں کی نہیں، لہٰذا یہ لفظ صلبی اولاد کے لیے ہے اور جب صلبی نہ ہو تو بیٹے کی اولاد اس میں شامل ہے۔'' [1]

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اَلْحِقُوْا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَىٰ رَجُلٍ ذَكَرٍ)) [2]

''وراثت کے مقررہ حصے ان کے حقداروں کو دو، پھر جو بچ جائے وہ میت کے سب سے زیادہ قریبی مذکر کے لیے ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقررہ حصہ لینے والوں کے بعد وہ وارث ہوگا جو میت سے قریب تر ہوگا، چنانچہ بیٹا، درجے کے اعتبار سے پوتے کی بنسبت قریب تر ہے، اس لیے پوتے کے مقابلے میں بیٹا وارث ہوگا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے واضح طور پر فرمایا کہ پوتا بیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں ہوگا۔ اس پر امام بخاری نے بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے:

((بَابُ مِيرَاثِ ابْنِ الِابْنِ إِذَا لَمْ يَكُنِ ابْنٌ)) [3]

''پوتے کی وراثت جبکہ بیٹا موجود نہ ہو۔''

شریعت نے وراثت کے سلسلے میں اَلْأَقْرَبْ فَالْأَقْرَبْ کے قانون کو پسند کیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ﴾ (النساء : 33)

---

[1] احکام القرآن : 2/ 96.

[2] صحيح البخاری، الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه وأُمِّهِ، حدیث : 6732.

[3] صحيح البخاری، الفرائض، باب : 7.

’’ہر ایک کے لیے ہم نے اس ترکہ کے وارث بنائے ہیں جسے والدین اور قریب
تر رشتہ دار چھوڑ جائیں۔‘‘

اس آیتِ کریمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور والا رشتہ دار محروم ہوگا، لہٰذا بیٹے کی موجودگی میں پوتا وراثت سے حصہ نہیں پائے گا۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اسلام نے وراثت کے سلسلے میں رشتہ داریوں کے فقر و احتیاج اور ان کی بے چارگی کو بنیاد نہیں بنایا جیسا کہ یتیم پوتے کے متعلق اس قسم کا تأثر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے بلکہ مستقبل میں مالی معاملات کے متعلق ان کی ذمہ داری کو بنیاد قرار دیا ہے۔ اگر اس سلسلے میں کسی کا محتاج اور بے بس ہونا بنیاد ہوتا تو لڑکی کو لڑکے کے مقابلے میں دوگنا حصہ ملنا چاہیے تھا کیونکہ لڑکے کے مقابلے میں لڑکی مال و دولت کی زیادہ حاجت مند ہے اور اس کی بے چارگی کے سبب میت کے مال میں اسے زیادہ حقدار قرار دیا جانا چاہیے تھا، جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وراثت میں حاجت مندی، عدم کسبِ معاش یا بے چارگی قطعاً ملحوظ نہیں ہے۔ البتہ اسلام نے اس مسئلے کا حل یوں نکالا ہے کہ مرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے یتیم پوتے، پوتیوں، نواسے نواسیوں اور دیگر غیر وارث حاجت مند رشتہ داروں کے حق میں مرنے سے پہلے اپنے ترکہ سے ایک تہائی (1/3) کی وصیت کر جائے۔ اگر کوئی یتیم پوتے پوتیوں کے موجود ہوتے ہوئے دیگر غیر وارث افراد یا کسی خیراتی ادارے کے لیے وصیت کرتا ہے تو حاکمِ وقت کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ اسے ان کے حق میں کالعدم قرار دے کر حاجت مند یتیم پوتے، پوتیوں کے حق میں اس وصیت کو نافذ قرار دے۔ ہاں اگر دادا نے اپنی زندگی میں یتیم پوتے پوتیوں کو بذریعہ ہبہ ترکے کا کچھ حصہ پہلے ہی دے دیا ہے تو اس صورت میں وصیت کو کالعدم قرار دینے کے بجائے اسے عملاً نافذ کر دیا جائے

اسی طرح ’’عَول‘‘ کے متعلق بھی متجدّدین کے ذہن میں بہت سے شکوک و شبہات ہیں جنہیں وہ آئے دن لوگوں میں پھیلاتے رہتے ہیں، حالانکہ عول کا سہارا مجبوراً لیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم دیا تھا۔ اُن کے دورِ خلافت میں ایک ایسی صورت پیدا ہوئی کہ اصحاب الفرائض کے ''سہام'' (حصے) ترکہ کی اکائی سے زیادہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے عول کا مشورہ دیا، جس سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا جن میں عثمان، علی، عبد اللہ بن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے مجتہدین بھی شامل تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عول کے مسئلے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متفقہ مسئلے کے متعلق اختلاف رائے کا اظہار کیا۔ اگر ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی مخالفت مشہور نہ ہو جاتی تو عول کے متعلق اجماعِ قطعی کا حکم لگا دینا یقینی ہو جاتا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عول کی ضرورت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ ''مجھے قرآنِ کریم سے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مقررہ حصہ لینے والوں میں سے کون قابلِ تقدیم ہے اور کون قابلِ تاخیر، تاکہ مقدم کو پہلے اور مؤخر کو بعد میں کر دیا جائے۔'' اس لیے انہوں نے تمام مقررہ حصہ لینے والوں کے درمیان یکسانیت پیدا کرنے کے لیے عول کا طریقہ جاری فرمایا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک خاوند قوی حقدار ہے، اس لیے اسے پورا حصہ دیا جائے گا اور بہنیں کمزور حصہ دار ہیں، ان کے حصوں میں کمی کی جائے گی۔ لیکن یہ موقف اس لیے درست نہیں ہے کہ تمام مقررہ حصہ لینے والے حق دار جو کسی بھی درجے میں جمع ہوں، ازراہِ استحقاق برابر ہیں اور کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ چونکہ تمام کا استحقاق بذریعہ نصِ قرآن قائم ہوا ہے، لہٰذا سب کا استحقاق برابر ہوگا اور ہر شخص اپنا پورا پورا حصہ لے گا اور اگر ترکہ حسبِ حصص موجود نہ ہو تو سب کے حصوں میں برابر کمی کی جائے گی، عول کے ذریعے سے جو مخرج بڑھایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے جو نقصان ہو، وہ تمام مستحقین پر بقدر تناسب پھیلا دیا جائے۔ یہی راجح ہے اور اسی پر امت کا عمل ہے، البتہ شیعہ حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ وہ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف سے اتفاق کرتے ہیں۔ واللہ اعلم!

ترکے کے متعلق بھی ہمارے ہاں بہت غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں ترکہ اسے خیال کیا جاتا ہے جو باپ دادا سے وراثت کے طور پر ملا ہو اور جو کچھ اپنی محنت سے کمایا

اسے ترکے میں شمار نہیں کیا جاتا، حالانکہ ہر منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کو ترکہ کہا جاتا ہے جو مرنے کے بعد اس نے اپنے پیچھے چھوڑی ہو اور کسی دوسرے شخص کا اس میں کوئی حق نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس مال میں متعین طور پر کسی غیر کا حق ہو، اس وقت تک وہ مال ترکے میں شامل نہیں کیا جائے گا، جب تک اس دوسرے کا حق ادا نہ کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ ترکے کے بارے میں درج ذیل امور کو مدنظر رکھنا ہوگا:

- وہ چیز بھی متوفی ترکہ شمار ہوگی جو اس کی ملکیت میں مرنے کے بعد شامل ہوئی اور اس کا سبب مِلک اس کی زندگی میں قائم ہو چکا تھا، جیسے ایک شخص نے پلاٹ لینے کے لیے درخواست دی جو بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم ہونے تھے لیکن مرنے کے بعد اس کے نام پلاٹ کا قرعہ نکل آیا تو اس صورت میں وہ پلاٹ بھی اُس کا ترکہ ہوگا۔
- ایسا مال جو میت کو حاصل ہوا، لیکن شریعت نے اس پر مال ہونے کا حکم نہیں لگایا، اس لیے وہ شرعی طور پر ترکے میں شمار نہیں کیا جائے گا، جیسے ذخیرۂ شراب وغیرہ۔
- ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ مال بھی ترکے میں شمار نہیں ہوگا، مثلاً چوری، رشوت یا خیانت کے ذریعے سے حاصل کیا ہوا مال۔ اسی طرح سود کی رقم بھی اس کے ترکے میں شمار نہیں ہوگی۔ اگر ورثاء ایسے مال کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں تو وہ خود اس کے عذاب کے ذمہ دار ہوں گے۔
- میّت کی کوئی چیز کسی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی اور اس نے اس قدر مال نہیں چھوڑا کہ اسے ادا کر کے فک رہن (واگزار) کرایا جا سکے تو ایسی چیز بھی میت کے ترکے میں شمار کی جائے گی۔
- میّت کی پنشن جو اس کی زندگی میں حکومت یا کسی ادارے کے ذمے واجب ہو چکی تھی، وہ میّت کا ترکہ شمار ہوگی کیونکہ پنشن حسب قواعد، ملازمت کی ایک مقررہ مدت پوری کرنے کے بعد ملازم کا حق قرار پاتی ہے، یہ حق بھی مرنے کے بعد قابل تقسیم ہوگا۔
- بیمہ زندگی شرعاً ناجائز ہے۔ مرنے کے بعد کمپنی سے ملنے والی رقم ترکہ شمار نہیں ہوگی

کیونکہ بیمہ، جوئے کے حکم میں ہے، البتہ میّت کی طرف سے ادا کردہ رقم اس کا ترکہ شمار ہوگی جو ورثاء باہم تقسیم کرنے کے مجاز ہوں گے۔

❋ شادی شدہ بچی کے فوت ہونے کی صورت میں اس کا جہیز، حق مہر اور شادی کے موقع پر ملنے والے تحائف وغیرہ اس کا ترکہ شمار ہوں گے۔ والد کا اس کے تمام مال پر قبضہ کرلینا یا والدین کا جہیز کو دوسری بچی کی شادی کے لیے رکھ لینا شرعاً جائز نہیں ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اگر والدین نے بچی کو جہیز وغیرہ دیا ہو تو اس کے عوض بچی کو جائیداد سے محروم کرنا بھی درست نہیں۔

ایک اور مسئلہ جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے اس کا تعلق بھی تقسیمِ جائیداد سے ہے اور ہم اس سلسلے میں کوتاہی کا شکار ہیں، یعنی یہ مسئلہ کہ اولاد کی طرف سے بعض اوقات والد پر دباؤ ڈالا جاتا ہے یا والد ازخود کسی پیش بندی کے طور پر اپنی جائیداد زندگی ہی میں تقسیم کردیتا ہے۔ ایسا کرنا محلِ نظر ہے، کیونکہ ضابطۂ وراثت کے اجرا کے لیے مورث کی موت اور وارث کا زندہ ہونا ضروری ہے۔ زندگی میں ضابطۂ وراثت کے مطابق جائیداد کا تقسیم کرنا کئی ایک خطرات کا پیش خیمہ ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اولاد کو بطورِ ہبہ کچھ دینا چاہے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے، بشرطیکہ تمام ذکور و اناث اولاد کو برابر ہبہ دیا جائے۔ چند ایک کو دینا اور دوسروں کو نظر انداز کرنا شرعی طور پر جائز نہیں۔

دراصل ہمارے ہاں جہالت کا دور دورہ ہے۔ عصرِ حاضر میں علمِ فرائض کو بالکل نظر انداز کردیا گیا ہے۔ اکثر علمائے کرام بھی اس سے بے بہرہ ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق بہت تاکید فرمائی ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

((تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ فَإِنِّيْ امْرُؤٌ مَّقْبُوضٌ وَأَنَّ الْعِلْمَ سَيُقْبَضُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتَّى يَخْتَلِفَ الِاثْنَانِ فِي الْفَرِيْضَةِ لَا يَجِدَانِ مَنْ يَّقْضِي بِهَا)) [1]

[1] المستدرك حاكم : 4/ 333.

''علمِ وراثت سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ، کیونکہ جلد ہی میری موت واقع ہو جائے گی، علمِ فرائض بھی قبض کرلیا جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ دو آدمی کسی مقررہ حصے میں اختلاف کریں گے اور کوئی آدمی ایسا نہیں پائیں گے جو ان میں فیصلہ کرسکے۔'' [المستدرك للحاكم : 333/4]

وصلى الله على نبيه محمد وآله وأصحابه أجمعين .

ابو محمد عبد الستار الحماد

مرکز الدراسات الاسلامیہ سلطان کالونی، میاں چنوں

رمضان المبارک 1427ھ

آیاتِ مواریث

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ
نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ
وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ
يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ
السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا
تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ
لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ
لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ
الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ
يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ
فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى
بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ؕ تِلْكَ
حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ
يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾﴾

(النساء : 11 تا 14)

''اللہ تمھیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے، پھر اگر (دو یا) دو سے زیادہ عورتیں ہی ہوں تو ان کے لیے ترکے میں دو تہائی حصہ ہے، اور اگر ایک ہی (لڑکی) ہو تو اس کے لیے آدھا (حصہ) ہے، اور اس (مرنے والے) کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے ترکے میں چھٹا حصہ ہے، اگر اس کی اولاد ہو۔ اور اگر اس کی اولاد نہ ہو تو اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔ اور اگر اس (مرنے والے) کے (ایک سے زیادہ) بھائی بہن ہوں تو اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے۔ (یہ تقسیم) اس کی وصیت پر عمل یا قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون نفع کے لحاظ سے تم سے زیادہ قریب ہے۔ (یہ تقسیم) اللہ کی طرف سے مقرر ہے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے۔ اور تمہاری بیویوں کے ترکے میں تمہارا آدھا حصہ ہے، اگر ان کی اولاد نہ ہو، پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکے میں تمہارا چوتھا حصہ ہے۔ (یہ تقسیم) ان کی وصیت پر عمل یا قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکے میں تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ ہے، پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہارے ترکے میں ان کا آٹھواں حصہ ہے۔ (یہ تقسیم) تمہاری وصیت پر عمل یا قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی اور اگر وہ آدمی جس کا ورثہ تقسیم کیا جا رہا ہو، اس کا بیٹا ہو نہ باپ، یا ایسی ہی عورت ہو۔ اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے۔ پھر اگر ان کی تعداد اس سے زیادہ ہو تو وہ سب ایک تہائی حصے میں شریک ہوں گے۔ (یہ تقسیم) اس کی وصیت پر عمل یا قرض ادا کرنے کے بعد (ہوگی) جبکہ وہ کسی کو نقصان پہنچانے والا نہ ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے تاکید ہے، اور اللہ خوب جاننے والا، بڑے حوصلے والا ہے۔ یہ اللہ کی حدیں

ہیں، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا، اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے آگے نکلے گا تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَ هُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ (النساء : 176)

''(اے نبی!) لوگ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے اللہ ''کلالہ'' کے بارے میں حکم دیتا ہے، اگر کوئی شخص مرجائے جس کی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لیے بھائی کے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے۔ اور اگر بہن کی اولاد نہ ہو، تو اس کا بھائی اس کا وارث ہوگا، پھر اگر بہنیں دو (یا دو سے زیادہ) ہوں تو ان کے لیے بھائی کے چھوڑے ہوئے مال کا دو تہائی ہے۔ اور اگر کئی بھائی، بہن، مرد اور عورتیں (وارث) ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہوگا، اللہ تمہارے لیے وضاحت سے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

فقہِ میراث- وراثت کے مبادیات

(1) علمِ میراث کی تعریف:

فقہ اسلامی و ریاضی کے وہ اصول جاننا جن کے ذریعے ترکہ میں وارثوں کے حصے معلوم کیے جائیں۔

اس علم کو علمِ فرائض بھی کہا جاتا ہے۔ فرائض فریضہ کی جمع ہے جس کا معنیٰ ہے وارثین کے حصے۔

(2) موضوع:

ترکہ، وارثین اوران کے حصے ہیں۔

(3) غرض و غایت:

حق داروں کو ان کا حق پہنچایا جائے۔

(4) مصادر:

قرآن وحدیث واجماعِ امت۔

(5) حکم:

اس علم کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔

(6) ارکانِ وراثت:

وراثت کے تین ارکان ہیں، اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہوتو وراثت ثابت نہ ہوگی۔

(1) **مورِّث**:......میت یا جو میت کے حکم میں ہو جیسے گم شدہ۔

(2) **وارث**:......مورِّث کی موت کے وقت جو زندہ وارثین ہیں۔

(3) **ارث**:......میت کا چھوڑا ہوا مال، جائیداد اور حقوق وغیرہ۔

(7) شروطِ وراثت:

وراثت کی تین شرطیں ہیں:

(1):......موت المورث: یعنی مورّث (میت) کی موت کا یقین ہونا یا اسکا میت کے حکم میں ہونا جیسے گم شدہ۔

(2):...... حیاۃ الوارث: یعنی مورِّث (میت) کی موت کے وقت وارث با حیات ہو یا وہ زندہ شمار ہوتا ہو جیسے حمل ثابت ہو۔

(3):......اسبابِ وراثت کا پایا جانا یعنی وارث اور مورّث کے درمیان رشتے۔

(8) اسبابِ وراثت:

وراثت کے اسباب تین ہیں جن میں سے کسی ایک کی وجہ سے وارث بنایا جاتا ہے۔

(1) **نسبی رشتہ**:......میت کے وہ وارثین جو خونی رشتہ کی وجہ سے ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں اور وہ تین قسم کے ہیں:

(الف) فروع:...... میت کی اولاد یعنی بیٹے، بیٹیاں اور پوتے پوتیاں وغیرہ البتہ نواسے، نواسیاں اور پوتیوں کی اولاد وارث نہیں ہوتی ہے۔

(ب) اصول:......میت کے ماں باپ، دادا، پردادا، نانی، دادی۔

(ج) اطراف:...... میت کے سگے بھائی، بہنیں یا علاتی بھائی بہنیں یعنی (باپ ایک مائیں مختلف) یا اخیافی بھائی بہنیں (یعنی ماں ایک باپ مختلف) اور سگے اور علاتی بھائیوں کے بیٹے، سگے اور علاتی چچا اور ان کے بیٹے، البتہ بھائیوں کی بیٹیاں، اخیافی بھائیوں کے بیٹے، اخیافی چچا اور ان کی اولاد اور کسی بھی چچا کی بیٹی وارث نہیں ہوتی ہے۔

(2) **نکاح**:......عورت کے ساتھ شرعی نکاح ہو، گرچہ رخصتی و خلوت نہ ہوئی ہو۔

☆ طلاق وغیرہ کے ذریعے جب تک میاں بیوی کے درمیان مکمل جدائی نہ ہو وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

☆ طلاقِ رجعی کی عدت کے دوران اگر میاں بیوی میں سے کسی کی وفات ہو جائے تو ایک

دوسرے کے وارث ہوں گے۔

(3) **ولاء**:......کوئی شخص غلام یا لونڈی کو آزاد کرے اور آزاد شدہ فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آخر کار آزاد کرنے والا اس کا وارث ہو گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) [1]

''یقیناً ولاء (وراثت کا حق) آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔''

(9) موانعِ وراثت:

وراثت کے موانع تین ہیں جن کی وجہ سے وارث وراثت سے محروم ہو جاتا ہے:

(1) **قتل**:......جس قتل کی وجہ سے قصاص یا دیت یا کفارہ لازم آئے، جیسے بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا تو بیٹا باپ کی وراثت سے محروم رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئًا)) [2]

''قاتل کسی چیز کا وارث نہیں بنتا ہے۔''

(2) **اختلافِ دین**:......مسلم اور غیر مسلم ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)) [3]

''مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔''

(3) **غلامی**:......غلام نہ خود وارث ہوتا ہے نہ اس کا کوئی وارث ہو سکتا ہے بلکہ وہ خود ترکہ میں شمار ہوتا ہے۔

(10) ترکہ کے متعلق امور:

ورثین کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے میت کے ذمے جو چیزیں واجب ہیں انہیں ادا کرنا ضروری ہے۔ ان مراحل کو طے کرنے کے بعد ہی ترکہ وارثین میں تقسیم ہوتا ہے

[1] صحیح بخاری: 6752. [2] سنن ابی داؤد: 4564۔ سنن ترمذی: 2109۔ صحیح.
[3] صحیح بخاری: 6764۔ صحیح مسلم: 1614.

جو بالترتیب درجِ ذیل ہیں:

(1):...... میت کو نہلانے، کفنانے اور دفنانے کا خرچ ترکہ سے لیا جائے، الّا یہ کہ اس کے لواحقین اس کا انتظام کر دیں۔

(2):...... پھر وہ تمام قرض ادا کر دیئے جائیں جو میت کے ذمے باقی ہوں، جیسے اس نے کسی سے قرضِ حسنہ لے لیا ہو یا بیوی کا مہر اس پر باقی ہو یا کسی چیز کی قیمت کی ادائیگی اس پر باقی ہو، یا اپنا گھر یا زیور رہن میں رکھ کر قرض لے لیا ہو۔ یہ سب تو لوگوں کے حقوق ہیں، اسی طرح اگر اللہ کا کوئی حق رہ گیا ہو جیسے مال کی زکوٰۃ رہ گئی ہو یا حج وعمرہ رہ گیا ہو یا فدیہ وکفارہ نہ ادا کیا ہو تو یہ حقوق بھی ادا کیے جائیں۔ میت کے ذمے جتنا قرض ہو اسے ادا کر دیا جائے، چاہے ادائیگی میں سارا ترکہ ختم ہو جائے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دِيْنَارٌ أَوْ دِرْهَمٌ قُضِيَ مِنْ حَسَنَاتِهِ، لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ)) [1]

”جو اس حال میں مرے کہ اس پر ایک دینار یا درہم کا قرض ہو تو اس کا حساب اس کی نیکیوں سے کیا جائے گا کیونکہ وہاں درہم و دینار نہیں ہوں گے۔“

(3):...... قرض کی ادائیگی کے بعد جو مال باقی رہ جائے اس میں وصیت پوری کی جائے بشرطیکہ اس نے زندگی میں جائز وصیت کی ہو۔

وصیت کا نفاذ اسی وقت جائز ہے جب اس میں دو شرطیں پائی جائیں:

الف:...... وصیت ثُلث مال $\frac{1}{3}$ یا اس سے کم میں کی گئی ہو۔

سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ جب بیمار ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عیادت کی اور اس وقت ان کی ایک ہی بیٹی تھی تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: أُوْصِـيْ بِـمَا لِيْ كُلِّهِ؟ میں اپنے پورے مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ پھر پوچھا آدھا مال؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ پھر کہا، اَلثُّـلُـثُ؟ یعنی ایک تہائی ($\frac{1}{3}$) مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں، تو

[1] صحيح: سنن ابن ماجه: 2414.

آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ))

"ایک تہائی مال میں وصیت کر سکتے ہو لیکن وہ بھی زیادہ ہے۔" [1]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کاش! لوگ وصیت ثُلث کے بجائے ربع میں کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَلثُّلُثُ: وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)) [2]

ب:...... کسی وارث کے حق میں وصیت نہ کی گئی ہو جیسے مرنے سے پہلے یہ کہہ دے کہ میرا وہ گھر فلاں بیٹے کے لیے خاص ہے جبکہ وراثت اس کو ملنے ہی والی ہے ۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ)) [3]

"بے شک اللہ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، اب وارث کیلئے کوئی وصیت نہیں۔"

(4)......قرض کی ادائیگی اور نفاذِ وصیت کے بعد جو مال باقی رہ جائے وہ وارثین میں تقسیم کر دیا جائے۔سب سے پہلے اصحابِ فرائض کو ان کے حصوں کے مطابق یہ بقیہ ترکہ دے دیا جائے۔ پھر باقی سب مال کے مستحق عصبہ ہوں گے۔اگر عصبہ موجود نہ ہوں تو میاں و بیوی کے علاوہ بقیہ اصحابِ فرائض کو ان کے حصوں کے مطابق دوبارہ دیا جائے یعنی رد (دوبارہ انہیں میں تقسیم) کیا جائے۔

ہاں اگر اصحابِ فرائض یا عصبہ میں سے کوئی زندہ نہ ہو تو یہ ترکہ میّت کے ذوی الارحام کو دے دیا جائے گا۔اگر وہ بھی نہ ہوں تو اسلامی بیت المال کے حوالے کر دیا جائے۔ [4]

[1] صحیح بخاری:3936. [2] صحیح بخاری:2743. ، صحیح مسلم:1629

[3] ترمذی: 2120، ابو داؤد:2870، صحیح الجامع : 1788.

[4] دیکھیے المغیث بأدلة المواریث : 3/1، 4، 5.

وضاحت :...... وارثین کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے قرض کی ادائیگی اور وصیت کا نفاذ ضروری ہے۔ اسی کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں وارثین کے حصے ذکر کرنے کے بعد چار مرتبہ یوں فرمایا:

﴿ مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِي بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ ﴾

''یہ تقسیم ترکہ میت کی وصیت کی تعمیل کے بعد یا قرض ادا ہوجانے کے بعد عمل میں آئے گی۔''

آگے فرمایا:

﴿ مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِينَ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٖ ﴾

پھر فرمایا:

﴿ مِّنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ تُوصُونَ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٖ ﴾

اور آخر میں فرمایا:

﴿ مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ ﴾

لیکن یہاں یہ بات یاد رہے کہ چاروں مقامات پر وصیت کا ذکر دَین (قرض) سے پہلے کیا گیا ہے حالانکہ ترتیب کے اعتبار سے دَین کا ذکر پہلے ہونا چاہیے تھا۔ حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ وصیت کا نفاذ دَین کی ادائیگی کے بعد ہونا چاہیے اور اس میں یہ حکمت ہوسکتی ہے کہ قرض کی ادائیگی کو تو لوگ اہمیت دیتے ہیں، نہ بھی دیں تو لینے والے زبردستی بھی وصول کر سکتے ہیں لیکن وصیت پر عمل کرنے کو غیر ضروری سمجھا جاتا ہے اور اکثر لوگ اس معاملہ میں تساہل یا تغافل سے کام لیتے ہیں، اس لیے وصیت کا ذکر پہلے فرما کر اس کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ [1] اور علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم اس آیت کو پڑھتے ہو:

﴿ مِّنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ تُوصُونَ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ ﴾

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت (کے نفاذ) سے پہلے دَین (قرض) کا فیصلہ کیا۔ [2]

[1] دیکھئے: أحسن البیان: 209.

[2] ترمذی: 2094۔ ابن ماجه: 2710۔ حسن.

(11) ترکہ:

کسی شخص کی وفات پر اس کی چھوڑی ہوئی تمام چیزیں ترکہ شمار ہوتی ہیں چاہے وہ منقولہ (Movable) ہوں جیسے زیورات، گاڑیاں، گھر کا ساز وسامان، روپیہ (Cash) اور موبائل وغیرہ یا غیر منقولہ (Immovable) ہوں جیسے بلڈنگ، کھیتیاں، پلاٹ، باغ وغیرہ یعنی ہر وہ چیز جو اس کی ملکیت میں ہو، خواہ اس کے قبضہ میں ہو یا دوسرے کے ذمہ واجب الاداء ہو جیسے پینشن وغیرہ، یہ سب اس کے ترکہ میں شمار ہوں گے۔

(12) علمِ میراث کی اہمیت وفضیلت:

اسلام آنے سے قبل قانونِ وراثت میں بھی جاہل نظام رائج تھا کہ صرف مرد لوگ اور خاندان کے بڑے افراد ہی وارث بنتے، عورتیں اور بچے محروم رہ جاتے، مگر جب اسلام آیا تو نظامِ عدل قائم ہوا اور اللہ نے ہر وارث کا حصہ مقرر کیا اور اللہ نے حصوں کی تقسیم کی ذمہ داری نہ کسی فرشتے کے حوالے کی اور نہ کسی نبی کے بلکہ اللہ نے خود اس کی ساری تفصیلات قرآنِ مجید میں واضح کر دیا ہے۔ مزید اس کو فَرِيْضَةً مِنَ اللّٰهِ (یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں) اور ”وَصِيَّةً مِنَ اللّٰهِ“ (اللہ کی طرف سے تاکیدی حکم ہے) کہہ کر اس علم کی اہمیت کو اجاگر کر دیا، اور جو لوگ اس نظامِ عدل پر مبنی قانونِ وراثت کا نفاذ نہیں کرتے ان کے لیے سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۳ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۱۴ ﴾

(سورة النساء : 13-14)

”یہ (تمام احکام) اللہ کی حدود ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا وہ اس کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی

ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ ہوں گے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اس کو آگ میں داخل کرے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَعَلَّمُوْا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا فَإِنَّهَا نِصْفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسَىٰ وَهُوَ أَوَّلُ شَيْئٍ يُنْزَعُ مِنْ أُمَّتِيْ)) [1]

"علمِ فرائض خود سیکھو اور دوسروں کو سکھلاؤ، یہ آدھا علم ہے، اور یہ بھلا دیا جائے گا اور یہی وہ چیز ہے جو سب سے پہلے میری امت سے چھین لی جائے گی"۔

اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں ضعف ہے اور یہی حدیث ابنِ مسعود اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے لیکن وہ بھی محلِ نظر ہے۔ [2] اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((تَعَلَّمُوْا قَبْلَ الظَّانِّيْنَ يَعْنِيْ اَلَّذِيْنَ يَتَكَلَّمُوْنَ بِالظَّنِّ)) [3]

"یعنی علمِ میراث سیکھ لو قبل اس کے کہ ایسے لوگ آجائیں جو ظن کی بنیاد پر گفتگو کرتے ہیں۔"

عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلْحِقُوْا اَلْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ)) [4]

"میراث اُس کے حقداروں تک پہنچا دو، اور جو کچھ باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد کا حصہ ہے۔" [5]

---

[1] صحیح و ضعیف سنن ابن ماجه، للألبانی: 2719۔ شیخ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔
[2] تفسیر ابن کثیر: 2/ 224. [3] فتح الباری: 12/ 6.
[4] صحیح بخاری: 6732۔ صحیح مسلم: 1615.
[5] دیکھئے شرح حدیث ابنِ عباس فی الفرائض عبد المحسن بن محمد المنیف، ص 9-10-11.

(13) کیا عورت کو مرد کے مقابلے میں ترکہ کم ملتا ہے؟

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں ترکہ کم ملتا ہے، جبکہ آیاتِ میراث کو بغور پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو دو ثلث یعنی ترکہ کا دو تہائی حصہ عطا کیا ہے جبکہ مردوں کو زیادہ سے زیادہ نصف یعنی ترکہ کا آدھا حصہ مقرر کیا ہے۔

اسی طرح عورتوں میں اصحابِ فرائض کل آٹھ ہیں: ① بیوی ② ماں ③ بیٹیاں ④ پوتیاں ⑤ سگی بہنیں ⑥ باپ شریک بہنیں ⑦ ماں شریک بہنیں ⑧ دادی/ نانی۔ اور مردوں میں صرف چار ہیں اور وہ یہ ہیں: ① شوہر ② ماں شریک بھائی ③ باپ ④ دادا اور عام طور پر مرد حضرات عصبہ ہوتے ہیں، اصحابِ فرائض سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا حصہ متعین ہے جیسے سدس $\frac{1}{6}$، ثمن $\frac{1}{8}$، ثلثان $\frac{2}{3}$ وغیرہ اور عصبہ سے مراد وہ لوگ جن کا کوئی متعین حصہ نہیں ہوتا ہے اور یہ لوگ اسی وقت ترکہ کے مستحق ہوتے ہیں جب اصحابِ فرائض کے مابین تقسیمِ ترکہ کے بعد کچھ بچ جائے، اگر نہ بچے تو یہ لوگ محروم رہ جاتے ہیں، البتہ میّت کے بیٹے اور باپ کبھی محروم نہیں ہوتے ہیں۔

جب ہم حالاتِ میراث کا جائزہ لیتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ عورت کتنی خوش نصیب ہے:

1. وہ حالات جن میں عورت وارث ہوتی ہے اور اس کے ہم درجہ مرد محروم رہتے ہیں، جیسے: ① شوہر، ماں، باپ اور بیٹی کے ساتھ اگر میّت کی پوتی بھی ہو اس کو سدس $\frac{1}{6}$ دیا جاتا ہے، جبکہ اگر اس کی جگہ پوتا ہوتا تو وہ محروم رہتا ہے۔ ② کسی مسئلہ میں بیوی، بیٹی، باپ، دادا اور نانی ہوں تو دادا محروم رہتا ہے اور نانی کو سدس $\frac{1}{6}$ ملتا ہے۔
2. وہ حالات جن میں عورت کو مرد کے مقابلہ میں ترکہ زیادہ ملتا ہے جیسے: ① کسی مسئلہ میں بیوی، ماں، باپ اور دو بیٹیاں ہوں تو اس حالت میں دو بیٹیوں کو دو ثلث (تقریباً 59.26%) ملتا ہے جبکہ ان کی جگہ اگر دو بیٹے ہوں تو انہیں دو ثلث سے کم ملتا ہے (تقریباً 54.17%) ② کسی مسئلہ میں بیوی، ماں اور سگی بہن ہو تو سگی بہن کو نصف (تقریباً 46.15%) ملتا ہے۔ جبکہ اگر ان کی جگہ سگا بھائی ہو تو اس کو کم ملتا ہے یعنی

(تقریباً 41.67%) ③ کسی مسئلہ میں باپ، شوہر اور بیٹی ہو تو بیٹی کو نصف (50%) ملتا ہے اور باپ کو (25%) اور شوہر کو (25%) ملتا ہے۔ ④ کسی مسئلہ میں شوہر، بیٹی، باپ شریک بہن اور سگی بہن ہو تو بیٹی کو (50%) نصف ملتا ہے اور شوہر کو ربع (25%)، سگی بہن کو باقی یعنی (25%) ملتا ہے اور باپ شریک بہن محروم رہتی ہے۔

③ وہ حالات جن میں عورت کو مرد کے برابر حصہ ملتا ہے۔ ① ماں شریک بہنوں کو ماں شریک بھائیوں کے برابر حصہ ملتا ہے یعنی سب ثلث $\frac{1}{3}$ میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ ② ماں کو باپ کے برابر حصہ ملتا ہے جب میت کے بیٹے یا دو بیٹیاں ہوں ③ کسی مسئلہ میں نانی، دادا اور بیٹے ہوں تو نانی کو دادا کے برابر حصہ ملتا ہے۔

④ وہ حالات جن میں مرد کو زیادہ اور عورت کو کمتر حصہ ملتا ہے، جیسے ① بیٹی جب بیٹے کے ساتھ ہو ② کسی مسئلہ میں صرف ماں، باپ ہوں تو ماں کو اکہرا اور باپ کو دوہرا حصہ ملتا ہے۔ ③ سگی بہن/ باپ شریک بہن جب سگے بھائی/ باپ شریک بھائیوں کے ساتھ ہوں۔ ④ بیوی کو شوہر کے مقابلہ میں کمتر حصہ ملتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے صرف چار حالات ہیں جن میں عورت کو مرد کے مقابلہ میں کمتر حصہ ملتا ہے، جبکہ تیس سے زائد ایسے حالات ہیں جہاں عورت کو مرد کے برابر یا اس سے زیادہ یا وہ وارث ہوتی ہیں اور مرد محروم رہ جاتا ہے۔ [1]

حقیقت یہ ہے کہ وارثین کے حقوق اللہ تعالیٰ نے مقرر رکھا ہے وہ بڑی حکمتوں والا ہے، بعض حالات میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو ترکہ زیادہ عطا کیا ہے تو اس میں بڑی حکمتیں ہیں جو اہل علم سے مخفی نہیں ہیں۔

(14) ایک سنت متروکہ:

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ

[1] دیکھئے: کتاب میراث المرأۃ وقضیۃ المساواۃ، از ڈاکٹر صلاح الدین سلطان۔

﴿ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸ ﴾ (النساء : 8)

''اور جب تقسیمِ (ترکہ) کے وقت قرابت دار، یتیم اور مسکین آ جائیں تو تم اس میں سے تھوڑا بہت انہیں بھی دے دو اور ان سے نرمی سے بولو۔''

بعض علماء نے اس آیت کو آیتِ میراث سے منسوخ مانا ہے جبکہ اصح قول یہ ہے کہ یہ محکم آیت ہے اور اس میں ایک اہم اخلاقی ہدایت ہے کہ امداد کے مستحق وہ رشتہ دار جو وارث نہیں ہو رہے ہیں یا وہ جن کے باپ کا انتقال ہو چکا ہو، یتیم اور غرباء و مساکین تقسیمِ ترکہ کے وقت حاضر ہو جائیں تو وہ مال جو تم کو بغیر مشقت کے ملا ہے اس میں سے ان کو بھی کچھ دے دو، اگر کوئی گنجائش نہ نکل رہی ہو کہ مال متروک کم ہے یا وارثین زیادہ ہیں تو ان سے نرمی سے گفتگو کر کے انہیں لوٹا دو۔

(15) ولد زنا کی میراث:

یہ وہ بچہ ہے جسے اس کی ماں نے بغیر شرعی شوہر کے جنا ہو، یعنی وہ کسی دوسرے مرد سے ناجائز تعلقات کا نتیجہ ہو۔

ان کی میراث کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی ماں اور ماں کے رشتہ داروں کی وارث ہوتی ہے یعنی ماں کی اولاد جو ان کے ماں شریک بھائی بہن ہیں، وہ اپنے باپ اور اس کے رشتہ داروں کے وارث نہیں ہوتے ہیں کیونکہ ان کا باپ کے ساتھ کوئی شرعی قرابت (نسب) نہیں ہے۔

(16) مرتد کی میراث:

یہ وہ مرد یا عورت ہے جو ایمان لانے کے بعد کسی کے دباؤ میں آئے بغیر مکمل اپنے ہوش و حواس کے ساتھ دین اسلام سے پھر جائے۔

اس کی میراث کا حکم یہ ہے کہ وہ نہ خود کسی کا وارث ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا اس کا وارث بن سکتا ہے، بلکہ اس کا سارا مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

اصحابِ فرائض کی تفصیل

فرائض یعنی حصے کل چھ ہیں۔

(1) نصف $\frac{1}{2}$ آدھا (2) رُبع $\frac{1}{4}$ ایک چوتھائی

(3) ثُمن $\frac{1}{8}$ آٹھواں حصہ (4) ثُلثان $\frac{2}{3}$ دو تہائی

(5) ثُلث $\frac{1}{3}$ ایک تہائی (6) سُدس $\frac{1}{6}$ چھٹا حصہ

اصحابُ الفرائض کے حصوں کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

(1) شوہر (Husband) کی دو حالتیں ہیں:

(1):...... نصف $\frac{1}{2}$: جب میت (بیوی) کی کوئی فرع (اولاد) نہ ہو۔

(2):...... رُبع $\frac{1}{4}$: جب میت کی کوئی فرع ہو۔

وضاحت: ......فرع سے مراد اولاد اور نرینہ اولاد کی اولاد ہے جیسے بیٹا، پوتا، پڑپوتا اور بیٹی، پوتی، پڑپوتی۔

(2) باپ (Father) کی تین حالتیں ہیں:

(1) سُدس $\frac{1}{6}$:...... جب میت کا بیٹا، پوتا ہو۔

(2) سُدس $\frac{1}{6}$ وعصبہ:...... جب میت کی بیٹی، پوتی ہو اور بیٹا، پوتا نہ ہو۔

(3) عصبہ:...... جب میت کی کوئی فرع نہ ہو۔

(3) دادا (Grand Father) کی چار حالتیں ہیں:

(1) سُدس $\frac{1}{6}$:...... جب میت کا بیٹا، پوتا ہو اور باپ نہ ہو۔

(2) سُدس $\frac{1}{6}$ وعصبہ:...... جب میت کی بیٹی، پوتی ہو اور باپ، بیٹا، پوتا نہ ہو۔

(3) عصبہ:...... جب میت کی کوئی فرع اور باپ نہ ہو۔

(4) محروم:...... جب میت کا باپ یا اس سے قریبی دادا ہو۔

(4) ماں شریک بھائی/بہن (Maternal Brother/ Sister) کی تین حالتیں ہیں:

(1) سُدس $\frac{1}{6}$:...... جب وہ ایک ہو بشرطیکہ میت کی کوئی فرع یا باپ دادا نہ ہوں۔

(2) ثُلث $\frac{1}{3}$:...... جب دو یا دو سے زیادہ ہوں چاہے صرف بھائی/صرف بہنیں ہوں یا ملے جلے ہوں بشرطیکہ میت کی کوئی فرع یا باپ دادا نہ ہوں، سب ثلث میں برابر کے شریک ہوں گے۔

(3) محروم:...... جب میت کی کوئی فرع یا باپ دادا ہوں۔

(5) بیوی (Wife) کی دو حالتیں ہیں:

(1) ربع $\frac{1}{4}$:...... جب میت (شوہر) کی کوئی فرع نہ ہو۔

(2) ثمن $\frac{1}{8}$:...... جب میت (شوہر) کی کوئی فرع ہو۔

نـــوٹ:......الف: بیوی ایک ہو یا ایک سے زیادہ سب اسی حصہ میں برابر کے شریک ہوں گی۔

(ب)......طلاق رجعی کی عدت کے دوران اگر شوہر وفات پا جائے تو بیوی وارث ہوگی۔

(6) ماں (Mother) کی تین حالتیں ہیں:

(1) سدس $\frac{1}{6}$:...... جب میت کی کوئی فرع ہو یا دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنیں ہوں۔

(2) ثلث $\frac{1}{3}$:...... جب میت کی کوئی فرع نہ ہو یا بھائی بہنوں میں سے کوئی نہ ہو یا کوئی ایک ہو۔

(3) ثلث باقی $\frac{1}{3}$:...... جب کسی مسئلے میں ماں کے ساتھ باپ بھی ہو اور میاں/بیوی میں سے کوئی ہو بشرطیکہ میت کی کوئی فرع نہ ہو یا ایک سے زیادہ بھائی/بہنیں نہ ہوں جیسے:

(1) شوہر، ماں اور باپ (2) بیوی، ماں اور باپ۔

وضاحت:......ان تینوں حالات میں بھائی/ بہنیں چاہے سگے ہوں یا باپ شریک یا ماں شریک ہوں، ملے جلے ہوں یا الگ الگ، وارث ہوں یا محروم۔

(7) دادی/ نانی جدۃ صیحہ (Grand Mother) کی دو حالتیں ہیں:

(1) سُدس (چھٹا حصہ) $\frac{1}{6}$:...... جب میت کی ماں یا اس سے قریبی دادی/ نانی نہ ہو، دادی/ نانی اکیلی ہو یا دونوں موجود ہوں سب سدس میں برابر کے شریک ہوں گی۔

(1) محروم:...... 1۔ جب میت کی ماں یا اس سے قریبی دادی/ نانی ہو۔

2۔ باپ کی موجودگی میں صرف دادی محروم ہوتی ہے۔ نانی محروم نہیں ہوتی ہے۔

وضاحت: ...... جدۃ صیحہ جیسے نانی/ نانی کی ماں/ دادی/ دادی کی ماں اور ان کی ماں مراد ہیں۔ اور جدۃ فاسدہ جیسے نانی کی ماں، دادی کی نانی مراد ہیں۔

(8) بیٹی (Daughter) کی تین حالتیں ہیں:

(1) نصف $\frac{1}{2}$:...... جب وہ اکیلی ہو اور میت کا بیٹا نہ ہو۔

(2) ثُلثان $\frac{2}{3}$:...... جب وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں اور بیٹا نہ ہو۔

(3) عصبہ بغیرہ:...... جب اس کے ساتھ میت کا بیٹا ہو۔

وضاحت:...... بیٹوں کو دوہرا حصہ اور بیٹیوں کو اکہرا حصہ دیا جائے گا۔

(9) پوتی (Grand Daugher) کی پانچ حالتیں ہیں:

(1) نصف $\frac{1}{2}$:...... جب وہ اکیلی ہو بشرطیکہ میت کا بیٹا، بیٹی یا پوتا (یعنی اس کا سگا بھائی یا چچا زاد بھائی) نہ ہو۔

(2) ثُلثان (دوتہائی) $\frac{2}{3}$:...... جب وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں بشرطیکہ بیٹا، بیٹی یا پوتا نہ ہو۔

(3) سُدس $\frac{1}{6}$:...... جب پوتیوں کے ساتھ ایک بیٹی ہو (جو نصف پا رہی ہو) بشرطیکہ بیٹا پوتا نہ ہو۔

(4) عصبہ بغیرہ:...... جب پوتیوں کے ساتھ پوتا یا پڑ پوتا ہو، بشرطیکہ بیٹا نہ ہو۔

(5) محروم:...... جب میت کا بیٹا ہو یا دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں (جو ثلثان پا رہی ہوں) بشرطیکہ پوتا، پڑپوتا نہ ہو۔

(10) سگی بہن (Sister) کی پانچ حالتیں ہیں:

(1) نصف $\frac{1}{2}$:...... جب وہ اکیلی ہو بشرطیکہ میت کا بھائی، بیٹا، بیٹی، باپ، دادا نہ ہوں۔

(2) ثلثان (دوتہائی) $\frac{2}{3}$:...... جب سگی بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں بشرطیکہ میت کا بھائی، بیٹا، بیٹی، باپ، دادا نہ ہوں۔

(3) عصبہ بغیرہ:...... جب اس کے ساتھ سگا بھائی ہو بشرطیکہ میت کا بیٹا، پوتا، باپ، دادا نہ ہو۔ چاہے سگی بہن ایک ہو یا زیادہ ہوں۔

(4) عصبہ مع غیرہ:...... جب وہ میت کی ایک یا کئی بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ ہوں بشرطیکہ میّت کا بیٹا، پوتا، باپ، دادا اور سگے بھائی نہ ہوں چاہے سگی بہن ایک ہو یا زیادہ ہوں۔

(5) محروم:...... جب میّت کا بیٹا، پوتا، باپ، دادا ہوں۔

(11) باپ شریک بہن (Paternal Sister) کی 6 حالتیں ہیں:

(1) نصف $\frac{1}{2}$:...... جب وہ اکیلی ہو بشرطیکہ میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ، دادا، سگے بھائی، سگی بہنیں اور باپ شریک بھائی نہ ہوں۔

(2) ثلثان (دوتہائی) $\frac{2}{3}$:...... جب وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں بشرطیکہ میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ، دادا، سگے بھائی، سگی بہنیں اور باپ شریک بھائی نہ ہوں۔

(3) سُدس (چھٹا حصہ) $\frac{1}{6}$:...... جب ان کے ساتھ ایک سگی بہن ہو (جو نصف پا رہی ہو) بشرطیکہ میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ، دادا، سگے بھائی اور باپ شریک بھائی نہ ہوں۔

(4) عصبہ بغیرہ:...... جب ان کے ساتھ باپ شریک بھائی ہوں بشرطیکہ میت کا بیٹا، پوتا، باپ، دادا، سگے بھائی اور سگی بہنیں نہ ہوں (باپ شریک بہنیں ایک ہو یا زیادہ ہوں)

(5) عصبہ مع غیرہ:...... جب وہ میت کی ایک یا کئی بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ ہوں۔ بشرطیکہ میت کا بیٹا، پوتا، باپ، دادا، سگے بھائی، سگی بہنیں اور باپ شریک بھائی نہ ہوں (باپ شریک بہن ایک ہو یا زیادہ ہوں)۔

(6) محروم:...... جب میت کا بیٹا، پوتا، باپ، دادا، سگے بھائی، اور سگی بہنیں جب وہ عصبہ مع الغیر بنی ہوں، اسی طرح جب صرف سگی بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو باپ شریک بہنیں محروم ہو جاتی ہیں الا یہ کہ اگر باپ شریک بھائی بھی موجود ہو تو وہ عصبہ بالغیر بن جاتی ہیں۔

نوٹ: ...... مذکورہ حالتوں کے لیے دیکھئے سورۂ نساء کی آیتیں (11، 12، 176)، صحیح بخاری (6736) اور الاجماع لابن المنذر رحمه الله، جلد أول (69، 74)

اصحابِ فرائض؛ دلائل کی روشنی میں

(1) اصحابُ النصف (نصف پانے والے وارثین):

(1) الزوج:......شوہر کو نصف ملتا ہے جب میت (بیوی) کی کوئی اولاد نہ ہو، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ﴾

(سورة النساء : 12)

''اور جو مال تمہاری بیویاں چھوڑ گئی ہیں اور ان کی اولاد نہیں ہے تو اس میں سے نصف حصہ تمہارا ہے۔''

(2) البِنت:...... بیٹی کو نصف ملتا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ﴾ (سورة النساء:11)

''اور اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اس کا حصہ نصف ہے۔''

(3) بِنت الإبن :...... پوتی کو نصف ملتا ہے کیونکہ وہ بالاجماع بیٹی کے قائمِ مقام ہوتی ہے۔ ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علماء کا اس پر اجماع ہے کہ پوتے اور پوتیاں، بیٹوں اور بیٹیوں کے قائمِ مقام ہوتے ہیں۔ مرد مردوں کی طرح اور عورتیں عورتوں کی طرح ہوتی ہیں بشرطیکہ میت کی حقیقی اولاد نہ ہو۔''

(4) اور (5) الأخت الشقيقة والأخت لأب :......سگی بہن اور علاتی (باپ شریک) بہن کو نصف ملتا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ﴾

(النساء:176)

”اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جس کی اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) اور ایک بہن ہوتو اس کو بھائی کے مال میں سے نصف حصہ ملے گا۔“

(2) اصحابُ الربع ، ربع (ایک چوتھائی) پانے والے وارثین:

(1) الزوج:......شوہرکو ربع (چوتھائی حصہ) ملتا ہے جب میت (بیوی) کی اولاد ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ﴾ (سورة النساء:12)

”اگر بیوی اولاد والی ہوتو اس کے ترکہ میں سے تمہارے لیے رُبع (چوتھائی) ہے۔“

(2) الزوجہ:...... بیوی کو رُبع (چوتھائی) ملتا ہے بشرطیکہ میت (شوہر) کی اولاد نہ ہو۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ﴾

(سورة النساء:12)

”اور جو مال تم (مرد) چھوڑو اگر تمہاری اولاد نہ ہوتو تمہاری بیویوں کا اس میں ربع (چوتھائی) ہے۔“

(3) صاحبةُ الثُمن ، ثُمن (آٹھواں حصہ) پانے والی:

(1) الزوجة فأكثر :...... بیوی ایک ہو یا زیادہ انہیں ثُمن (آٹھواں حصہ) ملتا ہے، جبکہ میت (شوہر) کی اولاد زندہ ہو، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ﴾ (سورة النساء:12)

”اگر تمہارے (شوہر) کی اولاد ہوتو بیویوں کو تمہارے چھوڑے ہوئے مال میں ثُمن (آٹھواں حصہ) ملے گا۔“

(4) صاحباتُ الثُلثين ، ثُلثان (دوتہائی) پانے والیاں:

(1) البنتان فأكثر:...... بیٹیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں جبکہ بیٹا کوئی نہ ہو۔

(2) بنتا الإبن فأكثر :...... پوتیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں جبکہ بیٹا بیٹی کوئی نہ ہو۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ﴾

(سورة النساء:11)

''اگر صرف لڑکیاں (بیٹیاں یا پوتیاں) ہی ہوں (یعنی دو یا) دو سے زیادہ تو انہیں ترکہ کا دوثلث (دوتہائی) ملے گا۔''

(3) الأختان فأكثر:...... سگی بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں اور بیٹا بیٹی کوئی نہ ہو۔

(4) الأختان لأب فأكثر :...... علاتی (باپ شریک) بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں اور بیٹا بیٹی کوئی نہ ہو۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ﴾

(سورة النساء:11)

''پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو ثُلث (دوتہائی) ملے گا۔''

(5) اصحابُ الثلث ، ثُلث (ایک تہائی) پانے والے:

(1) الأم:...... ماں، جبکہ اسکی اولاد نہ ہو، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوٰهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ﴾

(سورة النساء:11)

''اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے ثُلث (ایک تہائی) ہے۔''

(2) الإثنان فصاعدا من الأخوة لأم والأخوات لأم :...... دو یا دو سے زیادہ اخیافی (ماں شریک) بھائی بہنوں کو ثُلث (ایک تہائی) ملتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ اِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ ﴾

(سورة النساء:12)

''اگر ایسے مرد یا عورت کی میراث ہو جس کا نہ باپ ہو نہ بیٹا مگر اس کے (ماں شریک) بھائی یا بہن ہوں تو ان میں سے ہر ایک کے لیے سُدس (چھٹا حصہ) ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ثُلث (ایک تہائی) میں شریک ہوں گے۔''

(6) اصحابُ السُدس، سُدس (چھٹا حصہ) پانے والے:

(1) الأم مع الولد أو الإخوة والأخوات :...... ماں کو سُدس (چھٹا حصہ) ملتا ہے جب میت کی کوئی فرع (بیٹی بیٹا) وارث ہو یا ایک سے زیادہ بھائی بہنیں ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَلِاَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ ﴾ (سورة النساء : 11)

''میت کے ماں باپ کا (یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا) ترکہ میں سُدس (چھٹا حصہ) ہے، بشرطیکہ میت کی اولاد ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو ثُلث (ایک تہائی) ہے اور اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کو سُدس (چھٹا حصہ) ملے گا۔''

(2) الجدة عند عدم الأم:...... دادی/ نانی کو سدس ملے گا بشرطیکہ ماں نہ ہو۔
امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں علماء کا اس پر اجماع ہے کہ دادی/ نانی کو سُدس (چھٹا حصہ) ملے گا جب میت کی ماں زندہ نہ ہو۔

(3) الواحد من ولد الأم ذكرا كان أم أنثى:...... ماں شریک بھائی یا بہن

جب وہ اکیلے ہوں تو انہیں سُدس (چھٹا حصہ) ملتا ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ (النساء: 11)

''اور اگر ایسے مرد یا عورت کی میراث ہو جس کا نہ باپ ہو نہ بیٹا مگر اس کے بھائی بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو سُدس (چھٹا حصہ) ملتا ہے۔''

(4)بنت الإبن مع البنت:...... بیٹی کے ہوتے ہوئے پوتی کو سُدس (چھٹا حصہ) ملتا ہے۔ ابوقیس رحمہ اللہ سے مروی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ہزیل بن شرجیل کو کہتے ہوئے سنا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹی، ایک پوتی اور بہن کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف ملے گا۔ اور کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھو گے تو وہ میری موافقت کریں گے۔ جب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے فتوے کے متعلق انہیں بتایا گیا تو کہنے لگے:

(لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ۔)

''اگر میں نے بھی وہی فیصلہ کیا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا''۔

میں اس مسئلہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کے لیے نصف اور پوتی کے لیے سُدس (چھٹا حصہ) کا فیصلہ سنایا جس سے ثُلثان (دو تہائی) بن جاتا ہے اور باقی مال بہن کے لیے ہوگا تو ہم لوگ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ سنانے لگے تو وہ فرمانے لگے:

((لَا تَسْأَلُوْنِي مَا دَامَ هَذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ)) [1]

''جب تک یہ بہترین عالم تمہارے درمیان موجود ہے تم مجھ سے سوالات نہ کرنا۔''

(5)الأخت من الأب مع الأخت:...... سگی بہن کے ہوتے ہوئے باپ

[1] صحیح بخاری: 6736 طبع دارالسلام الریاض۔

شریک بہن کو سُدس (چھٹا حصہ) ملتا ہے۔ کیونکہ اس سے ثُلثان (دوتہائی) مکمل ہوتا ہے، دلیل قیاس ہے کہ پوتی کو بیٹی کے ہوتے ہوئے سدس ملتا ہے۔

وضاحت:......عدد 6 کا ثُلثان (دوتہائی) 4 ہے، نصف 3 اور سدس 1 مل کر عدد 4 مکمل ہوتے ہیں اسی کو تکملة للثلثين کہتے ہیں۔

(6) الأب مع الولد:......اولاد کی موجودگی میں باپ کو سُدس (چھٹا حصہ) ملتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ ﴾

(سورة النساء: 11)

''میت کے ماں باپ کا (یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا) ترکہ میں سُدس (چھٹا حصہ) ہے۔ بشرطیکہ میت کی اولاد ہو۔''

(7) الجدّ عند عدم الأب:...... باپ نہ ہو تو دادا کو سُدس (چھٹا حصہ) ملتا ہے۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں، علماء کا اجماع ہے کہ دادا باپ ہی کی طرح ہے۔

(دیکھئے: الوجيز في فقه السنة والكتاب العزيز، ص: 419، 421)

عصبات

عصبہ کا لغوی معنیٰ:...... عَصَبَ یعصب عصبا الشيئ سے ماخوذ ہے۔ مضبوط کرنا، باندھنا، کسی شخص کے باپ دادا، بیٹے پوتے اور ددھیال کے مرد رشتہ دار عصبہ کہے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ اس کو تقویت پہنچاتے ہیں۔

عصبہ کا اصطلاحی معنیٰ:...... میّت کے وہ قریبی رشتہ دار جو وارث بنتے ہیں لیکن ان کا حصہ متعین نہیں ہے۔

عصبہ کی قسمیں:

عصبہ کی دو قسمیں: (1) عصبہ نسبی (2) عصبہ سببی

(1) **عصبہ نسبی:**...... وہ جو خونی رشتہ کی وجہ سے عصبہ بنتے ہیں۔

(2) **عصبہ سببی:**...... آزاد کیا ہوا غلام یا لونڈی وفات پا جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو بالآخر آزاد کرنے والا مالک اس کا وارث ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ)) ''ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔'' [1]

عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں:

1: عصبہ بالنفس۔

2: عصبہ بالغیر۔

3: عصبہ مع الغیر۔

(1) **عصبہ بالنفس:**...... میّت کے وہ مرد رشتہ دار کہ ان کی نسبت میّت کی طرف کی جائے تو درمیان میں کسی عورت کا واسطہ نہ آئے۔ اس کی چار جہتیں ہیں جو بالترتیب ہیں:

[1] صحیح بخاری: 2156۔ صحیح مسلم: 1504۔

(1) بیٹے کی جہت (2) باپ کی جہت (3) بھائی کی جہت (4) چچا کی جہت۔

اسکی تفصیل درج ذیل ہے:

1:	بیٹا	2:	پوتا، پڑپوتا
3:	باپ	4:	دادا، پڑدادا
5:	سگا بھائی	6:	باپ شریک بھائی
7:	سگا بھتیجا	8:	باپ شریک بھتیجا
9:	چچا	10:	باپ شریک چچا
11:	سگا چچا زاد بھائی	12:	باپ شریک چچا زاد بھائی
13:	غلام آزاد کرنے والا مرد	14:	غلام آزاد کرنے والی عورت

وضاحت:......(1) عصبہ بالنفس میں وراثت میں سب سے مقدم بیٹے کی جہت ہوتی ہے۔ پھر باپ دادا پھر بھائی بھتیجے پھر چچا اور آخر میں آزاد کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس کو شاعر نے یوں کہا ہے:

بُنوّة أُبوّة أخوّة   عُمومة وذو الولاء التتمة

(2)...... دوسرے درجہ میں جو زیادہ قریب ہو اسی کو وراثت میں مقدم کیا جائے گا، جیسے باپ دادا دونوں ہوں تو باپ کو وارث بنایا جائے گا۔

(3)...... رشتہ میں جو زیادہ قوی ہوگا اس کو وراثت میں مقدم کیا جائے گا۔ جیسے سگے بھائی کو باپ شریک بھائی پر مقدم کیا جائے۔

عصبہ بالنفس کے احکام:

1: اگر ان میں سے کوئی تنہا آجائے تو پورے ترکہ کا مستحق وہ ہوگا، جیسے وارثین میں صرف بیٹا ہو تو پورے ترکہ کا مستحق وہی ہوگا۔

2: عصبہ بالنفس میں معتِقہ یعنی آزاد کرنے والی خاتون کے علاوہ کوئی خاتون نہیں ہے۔

3: عصبہ عموماً صرف مرد ہوتے ہیں سوائے شوہر اور ماں شریک بھائی کے، یہ کبھی عصبہ نہیں ہوتے۔

(2) **عصبہ بالغیر**: ...... ہر وہ عورت جو اصحابِ فرائض (شرعی حصہ داروں) میں سے ہو اور اپنے بھائی کی وجہ سے وہ عصبہ بنے۔ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کے مطابق مردوں کو دُہرا (Double) حصہ اور عورتوں کو اکہرا (Single) حصہ ملتا ہے اور یہ کل چار افراد ہیں۔

(1) بیٹی (2) پوتی، پڑپوتی (3) سگی بہن (4) باپ شریک بہن۔

(3) **عصبہ مع الغیر**: ...... ہر وہ عورت جو کسی دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بنے اور وہ دو ہیں:

(1) سگی بہن جب بیٹی یا پوتی کے ساتھ ہو۔ (2) باپ شریک بہن جب بیٹی یا پوتی کے ساتھ ہو۔

عصبہ کے عمومی احکام:

1: ان میں کوئی تنہا ہو تو پورے ترکہ کا مستحق وہ ہوگا۔ یہ حکم عصبہ بالنفس کے ساتھ خاص ہے۔

2: عصبہ، اصحابِ فرائض (حصہ داروں) سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں۔

3: ترکہ میں سے کچھ نہ بچنے کی صورت میں وہ محروم ہوتے ہیں سوائے میّت کے بیٹے اور اس کے باپ کے وہ کبھی محروم نہیں ہوتے۔

حجب

حجب کے لغوی معنیٰ روکنے اور پردہ کرنے کے ہیں۔

حجب کا اصطلاحی معنیٰ:

کسی وارث کا دوسرے وارث کوکُلی یا جزوی طور پرمحروم کردینا۔

حجب کی اہمیت:

حجب علمِ فرائض کا ایک اہم باب ہے، یہاں تک کہ بعض علماء نے کہا جسے حجب کا علم نہ ہواسے فرائض کے متعلق کوئی فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔ [1]

حجب کی قسمیں:

1: حجب نقصان: کسی وارث کا دوسرے وارث کو جزوی حصے سے محروم کردینا ہے۔ جیسے شوہر کا حصہ اولاد کی وجہ سے نصف سے ربع ہوجاتا ہے۔

2: حجب حرمان: کسی وارث کا دوسرے وارث کوکُلی طور پرمحروم کردینا۔ جیسے بیٹے کی موجودگی میں پوتا محروم ہوجاتا ہے۔

وضاحت:...... درج ذیل چھ وارثین کبھی بھی ترکہ سے مکمل طور پرمحروم نہیں ہوتے ہیں سوائے اسکے کہ کوئی قاتل یا مرتد ہوجائے۔

(1) بیٹا (2) بیٹی (3) باپ (4) ماں (5) شوہر (6) بیوی۔

[1] دیکھیے: الفرائض از عبد الكريم اللاحم 90/1.

ماں شریک بھائی بہنوں کی خصوصیات

1. ماں شریک بھائیوں کا حصہ ان کی بہنوں سے بڑھتا نہیں چاہے وہ اکیلے ہوں یا سب مل کر آئیں، مردوں کو دوہرا اور عورتوں کو اکہرا نہیں دیا جاتا۔ جیسے اگر شوہر اور باپ شریک بھائی یا بہن ہو تو شوہر کو نصف اور ماں شریک بھائی یا بہن کو سدس ملتا ہے، جبکہ اگر سگا یا باپ شریک بھائی ہو تو عصبہ ہوتا ہے اور سگی بہن یا باپ شریک بہن ہو تو نصف ملتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ سب مل کر آتے ہوں تو سب کو برابر حصہ دیا جاتا ہے۔
2. ماں شریک بھائی بہنیں ماں کی موجودگی میں بھی وارث ہوتے ہیں جبکہ سگے اور باپ شریک بھائی بہنیں باپ کے واسطے سے وارث ہوتے ہیں مگر باپ کی موجودگی میں وہ محروم ہوجاتے ہیں۔
3. ماں شریک بھائی اپنی بہن کو عصبہ نہیں بناتا جبکہ علم میراث کا عام اصول یہ ہے کہ ہر مرد اپنی بہن کو عصبہ بنا دیتا ہے۔
4. ماں شریک بھائی بہنیں جب دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ماں کا حصہ ثلث سے سدس ہوجاتا ہے، جبکہ سگے اور باپ شریک بھائی بہنیں باپ دادا کی وجہ سے محروم ہوجاتے ہیں۔
5. ماں شریک بھائی ایک عورت (ماں) کے واسطے سے آنے کے باوجود وارث ہوتا ہے جبکہ جو عورت کے واسطے سے آتا ہے وہ محروم ہی رہتا ہے، جیسے نانا۔

مخارجِ فروض

مــخــارج مَـخْـرَج کی جمع ہے۔علم الفرائض میں اس سے مراد سب سے چھوٹا وہ عدد ہے جس سے فرضی حصے بغیر کسر (Fraction) کے نکالے جا سکیں۔ اسے اصلِ مسئلہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے اگر کسی مسئلہ میں نصف و سدس دونوں جمع ہو جائیں تو سب سے چھوٹا عدد جس سے دونوں فرضی حصے بغیر کسر کے نکالے جا سکیں وہ ''6'' ہے، اسی کو مخرج یا اصل مسئلہ کہتے ہیں۔کُل فرضی حصے چھ ہیں جو دو قسموں پر مشتمل ہیں۔

(1)قسم اول:	نصف:	$\frac{1}{2}$
	رُبع:	$\frac{1}{4}$
	ثُمن:	$\frac{1}{8}$
(2)قسم ثانی:	ثُلثان:	$\frac{2}{3}$
	ثُلث:	$\frac{1}{3}$
	سُدس:	$\frac{1}{6}$

وضاحت:......عدد 100 کا نصف 50 ہے اور رُبع 25 اور ثُمن 12.5 ہے۔تو گویا نصف کا آدھا رُبع پھر رُبع کا آدھا ثُمن ہوا اس کو تنصیف (آدھا کرنا) کہتے ہیں یا اس طرح دیکھیں کہ ثُمن کا دگنا ربع ہے اور رُبع کا دگنا نصف ہے اس کو تضعیف (دوگنا) کرنا کہتے ہیں۔اسی طرح عدد 60 کا ثُلثان 40 اور ثُلث 20 اور سُدس 10 ہے۔اس میں تنصیف اور تضعیف اسی طرح ہے۔

مخارجِ فروض معلوم کرنے کا طریقہ:

فرضی حصوں کے مخارج معلوم کرنے کے پانچ قاعدے ہیں:

1:...... جب مسئلہ میں ایک ہی فرضی حصہ ہو تو اس کا مخرج اسی کا ہم نام عدد ہوگا، سوائے نصف کے، کیونکہ اس کا مخرج ''2'' ہوتا ہے جیسے:

ثُلثان کا مخرج : 3 رُبع کا مخرج : 4

ثُلث کا مخرج : 3 ثُمن کا مخرج : 8

سُدس کا مخرج : 6

مثالیں:

مخرج '2'	
بیٹی	بھائی
نصف $\frac{1}{2}$	عصبہ
1	1

مخرج '3'	
ماں	باپ شریک بھائی
ثُلث $\frac{1}{3}$	عصبہ
1	2

مخرج '3'	
2 بیٹیاں	بھائی
ثُلثان $\frac{2}{3}$	عصبہ
2	1

2:...... جب مسئلہ میں ایک ہی قسم کے فرضی حصے دو یا تین جمع ہو جائیں تو ان میں سے سب سے چھوٹے فرضی حصہ کا مخرج تمام کا مخرج ہو گا۔ جیسے نصف و ربع کا مخرج 4، نصف و ثُمن کا مخرج 8 اور ثُلث و سُدس کا مخرج 6 ہو گا۔

مثالیں:

مخرج '4'		
شوہر	بیٹی	بھائی
رُبع $\frac{1}{4}$	نصف $\frac{1}{2}$	عصبہ
1	2	1

مخرج '6'		
ماں	دو بیٹیاں	بھائی
سُدس $\frac{1}{6}$	ثُلثان $\frac{2}{3}$	عصبہ
1	4	1

مخرج '6'		
ماں	دو ماں شریک بھائی	بھائی
سُدس $\frac{1}{6}$	ثُلث $\frac{1}{3}$	عصبہ
1	2	3

مخرج '8'		
بیوی	بیٹی	باپ شریک بھائی
ثُمن $\frac{1}{8}$	نصف $\frac{1}{2}$	عصبہ
1	4	3

(3):...... جب مسئلہ میں قسم اول میں سے "نصف" قسم ثانی کے بعض یا کل فرضی حصوں کے ساتھ آئے تو اس کا مخرج "6" ہو گا۔

مثالیں:

مخرج '6'		
بیٹی	ماں	چچا
نصف $\frac{1}{2}$	سُدس $\frac{1}{6}$	عصبہ
3	1	2

مخرج '6'		
شوہر	ماں	بھائی
نصف $\frac{1}{2}$	ثُلث $\frac{1}{3}$	عصبہ
3	2	1

مخرج '6'		
شوہر	ماں	دو ماں شریک بہنیں
نصف $\frac{1}{2}$	سُدس $\frac{1}{6}$	ثُلث $\frac{1}{3}$
3	1	2

مخرج '6'		
بہن	باپ شریک بہن	دو ماں شریک بہنیں
نصف $\frac{1}{2}$	سُدس $\frac{1}{6}$	ثُلث $\frac{1}{3}$
3	1	2

مخرج '6'		
بیٹی	ماں	بھائی
نصف $\frac{1}{2}$	سُدس $\frac{1}{6}$	عصبہ
3	1	2

مخرج '6'			
بیٹی	3 پوتیاں	ماں	بہن
نصف $\frac{1}{2}$	سُدس $\frac{1}{6}$	سُدس $\frac{1}{6}$	عصبہ لغیرہ
3	1	1	1

(4):...... جب مسئلہ میں قسم اُول میں سے "رُبع" قسم ثانی کے بعض یا کُل فرضی حصوں کے ساتھ آئے تو اس کا مخرج "12" ہو گا۔

مثالیں:

مخرج '12'		
شوہر	دو بیٹیاں	بھائی
رُبع $\frac{1}{2}$	ثُلثان $\frac{2}{3}$	عصبہ
3	8	1

مخرج '12'			
بیوی	ماں	دو ماں شریک بہنیں	بھائی
رُبع $\frac{1}{6}$	سُدس $\frac{1}{6}$	ثُلث $\frac{1}{3}$	عصبہ
3	2	4	3

مخرج '12'		
بیوی	ماں شریک بھائی	بھائی
رُبع $\frac{1}{4}$	سُدس $\frac{1}{6}$	عصبہ
3	2	7

مخرج '12'		
بیوی	ماں	چچا
رُبع $\frac{1}{4}$	ثُلث $\frac{1}{3}$	عصبہ
3	4	5

(5):...... جب مسئلہ میں قسم اول میں سے ''ثُمن'' قسم ثانی کے بعض حصے یا کُل فرضی حصوں کے ساتھ آئے تو اس کا مخرج ''24'' ہوگا۔

مثالیں:

مخرج '24'		
بیوی	2 بیٹیاں	بھائی
ثُمن $\frac{1}{8}$	ثُلثان $\frac{2}{3}$	عصبہ
3	16	5

مخرج '24'		
بیوی	ماں	بیٹا
ثُمن $\frac{1}{8}$	سُدس $\frac{1}{6}$	عصبہ
3	4	17

مخرج '24'			
بیوی	ماں	باپ	بیٹا
ثُمن $\frac{1}{8}$	سُدس $\frac{1}{6}$	سُدس $\frac{1}{6}$	عصبہ
3	4	4	13

وضاحت (1):...... اگر قسم اول میں سے کوئی دو فرضی حصے قسمِ ثانی کے بعض یا کُل فرضی حصوں کے ساتھ آ جائیں تو قسمِ اوّل کے چھوٹے فرضی حصہ کا اعتبار کرتے ہوئے قاعدہ نمبر 4 اور 5 کے مطابق مخرج دریافت ہوگا۔ مثلاً نصف و رُبع قسمِ ثانی کے بعض یا کُل کے ساتھ مل کر آ ئیں تو مخرج ''12'' ہوگا، اسی طرح نصف و ثُمن قسمِ ثانی کے بعض یا کُل کے ساتھ مل کر آ ئیں تو مخرج ''24'' ہوگا۔

مثالیں:

مخرج '12'			
شوہر	بیٹی	ماں	بھائی
رُبع	نصف	سُدس	عصبہ
3	6	2	1

مخرج '24'				
بیوی	بیٹی	پوتی	ماں	چچا
ثُمن	نصف	سُدس	سُدس	عصبہ
3	12	4	4	1

وضاحت (2):...... جب کسی مسئلہ میں اُصحاب فروض نہ ہوں، اور صرف عصبہ ہوں تو مخرج یا اصل مسئلہ ان کا عدد رؤس ہوگا، اگر بیٹے بیٹیاں ہوں یا سگے باپ شریک بھائی بہنیں ہوں تو ﴿ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ﴾ کے مطابق نرینہ اولاد کو دہرا (Double) اور مادینہ (زنانہ) کو اکہرا (Single) ملے گا۔

مثالیں:

(1):...... جب مسئلہ میں صرف چار بیٹے ہوں تو مخرج '4' ہوگا۔

مخرج '4'
چار بیٹے
عصبہ
4

(2):...... جب مسئلہ میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوں تو مخرج '6' ہوگا۔

مخرج '6'	
2 بیٹے	2 بیٹیاں
عصبہ	
4	+ 2

مخرج '10'	
3 بھائی	4 بہنیں
عصبہ	
6	+ 4

مخارج فروض معلوم کرنے کا دوسرا طریقہ:

سہام کو اعداد میں لکھ کر نسب نما (Denominator) کا ذواضعاف اقل مشترک (LCM) نکال لیں وہی اس مسئلہ کا مخرج ہوگا۔

مثالیں:

مخرج '6'		
شوہر	ماں	بھائی
نصف	ثُلث	عصبہ
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{3}$	
3	2	1

Step 1: $\frac{1}{3}, \frac{1}{2}$

Step 2:

$$\begin{array}{r|l} 2 & 3, 2 \\ \hline 3 & 3, 1 \\ \hline & 1, 1 \end{array}$$

Step 3: $2 \times 3 = 6$

مخرج '12'		
بیوی	ماں شریک بھائی	بھائی
ربُع	سُدس	عصبہ
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{6}$	
3	2	7

Step 1: $\frac{1}{6}, \frac{1}{4}$

Step 2:
$$\begin{array}{r|l} 2 & 6,4 \\ \hline 2 & 3,2 \\ \hline 3 & 3,1 \\ \hline & 1,1 \end{array}$$

Step 3: $2 \times 2 \times 3 = 12$

مخرج '24'		
بیوی	2 بیٹیاں	بھائی
نصف	ثُلثان	عصبہ
$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{3}$	
3	16	5

Step 1: $\frac{2}{3}, \frac{1}{8}$

Step 2:
$$\begin{array}{r|l} 2 & 3,8 \\ \hline 2 & 3,4 \\ \hline 2 & 3,2 \\ \hline 3 & 3,1 \\ \hline & 1,1 \end{array}$$

Step 3: $2 \times 2 \times 2 \times 3 = 24$

وضاحت: جہاں (L.C.M) نکالنے کی ضرورت نہ پڑے تو نسب نما ہی کو مخرج بنالیں۔

مثالیں:

نسب نما $\frac{1}{2}$

مخرج '2'	
بیٹی	بھائی
نصف	عصبہ
$\frac{1}{2}$	
1	1

نسب نما $\frac{1}{8}$

مخرج '8'	
بیوی	3 بیٹے ایک بیٹی
ثُمن	عصبہ
$\frac{1}{8}$	
1	7
	1 2+2+2

عَول

عَول:

عَالَ یَعُوْلُ کا مصدر ہے۔اس کا لغوی معنیٰ ظلم و زیادتی اور کمی و خیانت ہے۔

عول کا اصطلاحی معنیٰ:

جب اُصحابِ فروض کے حصے مخرج سے بڑھ جائیں تو مخرج کے بڑھا لینے کو عَول کہتے ہیں۔

اس صورت میں ہر وارث کے حصہ میں کمی واقع ہو جائے گی۔ جیسے کوئی کیک (Cake) چار آدمیوں کے درمیان بانٹنے کے لیے چار ٹکڑے کرنے ہی والے تھے کہ مزید دو آدمیوں کا اضافہ ہو گیا تو اب اس کیک (Cake) کو چار برابر ٹکڑے کرنے کے بجائے چھ برابر ٹکڑے کریں گے تو گویا عدد 4 سے 6 بن گیا، اور ہر ایک کا حصہ اسی حساب سے کم ہو گیا۔ اسی طرح وارثین جب بڑھ جاتے ہیں تو مخرج بڑھ جاتا ہے اور ہر وارث کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔

مخارج کل سات ہیں:

1: نصف کا مخرج : 2

2: ثُلث و ثُلثان کا مخرج : 3

3: رُبع کا مخرج : 4

4: سُدس اور قاعدہ نمبر 3 کا مخرج : 6

5: ثُمن کا مخرج : 8

6: قاعدہ نمبر 4 کا مخرج : 12

7: قاعدہ نمبر 5 کا مخرج : 24

مذکورہ مخارج میں سے صرف '6'، '12' اور '24' کا عول آتا ہے۔

1:......’6‘ کا عول 10 تک طاق اور جفت تمام عددوں میں واقع ہوتا ہے۔

☆عول ’7‘ کی مثال:

مخرج ’6‘، عول ’7‘	
شوہر	دو بہنیں
نصف	ثُلثان
3	4

مخرج ’6‘، عول ’7‘		
شوہر	سگی بہن	باپ شریک بہن
نصف	نصف	سُدس
3	3	1

☆عول ’8‘ کی مثال:

مخرج ’6‘، عول ’8‘		
شوہر	دو بہنیں	ماں
نصف	ثُلثان	سُدس
3	4	1

مخرج ’6‘، عول ’8‘			
شوہر	بہن	باپ شریک بہنیں	ماں شریک بہنیں
نصف	نصف	سُدس	سُدس
3	3	1	1

☆عول ’9‘ کی مثال:

مخرج ’6‘، عول ’9‘		
شوہر	دو بہنیں	دو ماں شریک بہنیں
نصف	ثُلثان	ثُلث
3	4	2

مخرج ’6‘، عول ’9‘			
شوہر	ماں	دو ماں شریک بھائی	باپ شریک بہن
نصف	سُدس	ثُلث	نصف
3	1	2	3

☆عول ’10‘ کی مثال:

مخرج ’6‘، عول ’10‘			
شوہر	پانچ بہنیں	3 ماں شریک بھائی	ماں
نصف	ثُلثان	ثُلث	سُدس
3	4	2	1

مخرج ’6‘، عول ’10‘				
شوہر	بہن	باپ شریک بہن	2 ماں شریک بہنیں	نانی
نصف	نصف	سُدس	ثُلث	سُدس
3	3	1	2	1

2:......مخرج ''12'' کا عول 17 تک طاق عددوں میں آتا ہے یعنی 13، 15، 17۔

☆عول '13' کی مثال:

مخرج '12'، عول '13'		
بیوی	دو بہنیں	ماں
رُبع	ثُلثان	سُدس
3	8	2

مخرج '12'، عول '13'		
شوہر	3 بیٹیاں	دادی
رُبع	ثُلثان	سُدس
3	8	2

☆☆عول '15' کی مثال:

مخرج '12'، عول '15'			
شوہر	2 بیٹیاں	ماں	باپ
رُبع	ثُلثان	سُدس	سُدس
3	8	2	2

مخرج '12'، عول '15'				
بیوی	بہن	باپ شریک بہن	ماں شریک بہن	ماں
رُبع	نصف	سُدس	سُدس	سُدس
3	6	2	2	2

☆عول '17' کی مثال:

مخرج '12'، عول '17'			
بیوی	2 باپ شریک بہنیں	2 ماں شریک بہنیں	دادی
رُبع	ثُلثان	ثُلث	سُدس
3	8	4	2

(3):......مخرج ''24'' کا عول 27 آتا ہے۔

مخرج '24'، عول '27'			
بیوی	2 بیٹیاں	ماں	باپ
ثُمن	ثلثان	سُدس	سُدس
3	16	4	4

مخرج '24'، عَول '27'				
بیوی	بیٹی	دو پوتیاں	دادی	دادا
ثُمن	نصف	سُدس	سُدس	سُدس
3	12	4	4	4

تقسیمِ ترکہ

میت کا ترکہ چاہے منقولہ ہو یا غیر منقولہ اس کی موجودہ قیمت (Market Value Current) لگائی جائے، پھر وارثوں پر ان کے حصوں (سہام) کے مطابق تقسیم کر دی جائے۔ مثال کے طور پر کسی شخص کا کل ترکہ بارہ ہزار (-/12000) روپے ہوں، اور وارثین میں اس کی بیوی، ایک بیٹی اور ایک بھائی ہو تو مسئلہ کا حل نکالنے کے بعد وارث کے حصہ کو ترکہ سے ضرب (Multiplication) دیں پھر حاصل ضرب کو مخرج یا عول سے تقسیم (Division) کر دیں جو حاصلِ تقسیم ہے، وہی ہر وارث کا ترکہ میں حصہ ہے۔ یاد رہے کہ وارثین کے درمیان تقسیمِ ترکہ کا مرحلہ چوتھا ہے۔ جس کی تفصیل ''ترکہ کے متعلق امور'' میں گزر چکی ہے۔

مثالیں:

(1):......

مخرج '8' ترکہ -/12000		
بیوی	بیٹی	بھائی
ثُمن	نصف	عصبہ
1	4	3
1500/-	6000/-	4500/-

Step 1: $\frac{\cancel{12000}^{1500}\times 1}{\cancel{8}_1}$

Step 2: $\frac{\cancel{12000}^{6000}\times \cancel{4}^{1}}{\cancel{8}_2}$

Step 3: $\frac{\cancel{12000}^{1500}\times 3}{\cancel{8}_1}$

Step 4: $1500\times 3 = 4500$

(2):......کسی متوفیہ عورت کا کل ترکہ 45000/ روپے ہیں اور وارثین شوہر، دو بیٹیاں اور ماں باپ ہیں۔

مخرج '12' ، عَول '15'،		ترکہ -/45000	
شوہر	دو بیٹیاں	ماں	باپ
رُبع	ثُلثان	سُدس	سُدس
3	8	2	2
9000/-	24000/-	6000/-	6000/-
	12000/- 12000/-		

Step 1: $\frac{\overset{9000}{\cancel{45000}}\times\cancel{3}^{1}}{\cancel{15}\,\cancel{5}_{1}}$

Step 2: $\frac{\overset{3000}{\cancel{45000}}\times 8}{\cancel{15}_{1}} = 24000$

Step 3: $\frac{\overset{1000}{\cancel{24000}}\times 14}{\cancel{24}_{1}} = 14000$

(3):......کسی شخص کی وفات پر اس کا کُل ترکہ 24000/ روپے ہیں، وارثین میں بیوی، ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔

مخرج '8'، 3×8 = 24 ترکہ -/24000		
بیوی	بیٹا	بیٹی
ثُمن	عصبہ	
3	7	
	14	7
3000/-	14000/-	7000/-

Step 1: $\frac{\overset{1000}{\cancel{24000}} \times 3}{\cancel{24}_1} = 3000$

Step 2: $\frac{\overset{1000}{\cancel{24000}} \times 7}{\cancel{24}_1} = 7000$

Step 3: $\frac{\overset{1000}{\cancel{24000}} \times 14}{\cancel{24}_1} = 14000$

(4):......کسی شخص کی وفات پر اس کے وارثین میں 6 بہنیں، ماں اور چچا زندہ ہیں اور ترکہ -/12000 روپے ہیں۔

مخرج "6"، 6 × 3 = 18		ترکہ -/12000
6 بہنیں	ماں	چچا
ثُلثان	سُدس	عصبہ
4	1	1
12 6 × 2	3	3
6 × 1333.33	2000	2000
7999.98		

Step 1: 12000 × 2 = 24000

Step 2: 24000 ÷ 18 = 1333.33

Step 3 : 1333.33 × 6 = 7999.98

Step 4 : $\frac{\overset{2000}{\cancel{12000}} \times \cancel{3}^1}{\cancel{18}\,\cancel{6}_1} = 2000$

Step 5 :
$$\begin{array}{r} 7999.98 \\ 2000.00 \\ 2000.00 \\ \hline 11999.98 \end{array}$$

(5):......کسی شخص کی وفات پر اس کی دو بیویاں اور 4 بیٹے زندہ ہیں اور ترکہ 3000 روپے ہیں:

مخرج 8، 8 × 4 = 32 ترکہ -/3000	
2 بیویاں	4 بیٹے
ثُمن	عصبہ
1	7
4 2×2	28 4×7
2 × 187.5	4 × 656.25
375	2625

Step 1: 3000 × 2 = 6000

Step 2: 6000 ÷ 32 = 187.5

Step 3: 3000 × 7 = 21000

Step 4: 21000 ÷ 32 = 656.25

Step 5: 2625 + 375 = 3000

وضاحت: ......آخر کی تین مثالوں میں تصحیح کی گئی ہے، کیونکہ کسر واقع ہوا ہے، تصحیح کی تعریف اور اس کا طریقہ اگلے اسباق میں ان شاء اللہ پڑھیں گے۔

فیصد (Percentage) معلوم کرنے کا طریقہ

فرضی مسئلہ حل کرنے کے بعد ہر وارث کے حصوں (سہم) میں دو صفر (Zero) بڑھائیں پھر اس کو مخرج یا عول سے تقسیم کریں جو حاصلِ تقسیم ہو اس پر فیصد لگائیں۔

مثال:

مخرج '6' ، عول '8'		
شوہر	دو بہنیں	ماں
نصف	ثُلثان	سُدس
3	4	1
37.5%	50%	12.5%

Step 1: 300 ÷ 8 = 37.50 Step 2: 400 ÷ 8 = 50.00

Step 3: 100 ÷ 8 =12.50 Step 4:

37.50%
50.00%
12.50%
100.00%

وضاحت:......شوہر کو کُل ترکہ کا 37.5%، دو بہنوں کو 50% اور ماں کو 12.5% ملا۔

مخرج '8'		
بیوی	3 بیٹے ،	بیٹی
ثُمن	عصبہ	
1	7	
1	2 + 2 + 2	1
12.5%	25%×3 ،	12.5%

Step 1: 100 ÷ 8 = 12.50

Step 2: 200 + 8 = 25.00

Step 3: 25% × 3 = 75.00%

12.50%

12.50%

100.00%

وضاحت :...... بیوی کو کُل ترکہ کا 12.5% ، ہر ایک بیٹے کو 25% اور بیٹی کو 12.5% ملا۔

مخرج"12"، عَول"13"		
ماں	2 بہنیں	بیوی
سُدس	ثُلثان	رُبع
2	8 4 + 4	3
15.38%	30.77% + 30.77%	23.08%
	61.54%	

Step 1: 300 ÷ 13 = 23.076

Step 2: 400 ÷ 13 = 30.769

Step 3: 200 ÷ 13 = 15.384

Step 4: 23.08%

30.77%

30.77%

15.38%

100.00%

وضاحت :...... اعشاریہ (Decimal) کے بعد تیسرا عدد 5 یا اس سے زیادہ ہو تو دوسرے عدد کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے: (23.076) کو (23.08) بنا دیا گیا۔

تصحیح

تصحیح کا لغوی معنیٰ درست کرنا ہے۔ تصحیح کا اصطلاحی معنیٰ: ایسا چھوٹا سا عدد دریافت کرنا جس سے ہر وارث کا حصہ پورا پورا (یعنی بلا کسر-Without Fraction) نکل سکے۔

☆ درجِ ذیل مثالوں میں تصحیح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہاں کسر واقع نہیں ہوتا ہے۔

مخرج '6'		
2 بیٹیاں	ماں	باپ
ثُلثان	سُدس	سُدس
4 2+2=4	1	1

وضاحت:...... مذکورہ مثال میں 2 بیٹیوں کو دو دو سالم عدد حصہ میں مل گیا چنانچہ کوئی کسر واقع نہیں ہوا۔

مخرج '6'		
4 بہنیں	ماں	چچا
ثُلثان	سُدس	عصبہ
4	1	1

وضاحت:...... مذکورہ مثال میں 4 بہنوں کو ایک ایک سالم عدد حصہ مل گیا چنانچہ کوئی کسر واقع نہیں ہوا۔ مذکورہ مثال میں اگر 5 بہنیں ہوں تو انہیں حصہ کسر میں آئے گا یعنی (0.8)(Decimal Eight) تو اس کسر کو دور کرنے کے دو قاعدے ہیں۔

قاعدہ نمبر 1:

اگر کسر (Fraction) کسی ایک فریق پر واقع ہو تو ان کے حصے (سہام) کو شمار کنندہ

(Numerator) اور عددِ رؤوس کو نسب نما (Denominator) بنائیں۔ پھر مختصر کرنے کے بعد اس عدد کو یا اگر مختصر نہ ہو سکے تب بھی اس عدد کو جو نسب نما (Denominator) میں رہ جائے، مخرج یا عَول میں ضرب (Multiplication) دیں۔ حاصلِ ضرب مسئلہ کی تصحیح ہوگی، پھر اسی عدد کو ہر ایک کے حصوں (سہم) میں ضرب دے دیں تو ہر فریق کا حصہ نکل آئے گا۔

مثالیں: (1)

	مخرج 6 × 3 = 18		
رؤوس	6 بہنیں	ماں	چچا
	ثُلثان	سُدس	عصبہ
حصے (سہام)	4	1	1
	12	3	3
	6×2		

شمار کنندہ (Numerator) $\frac{4}{6}$ → $\frac{2}{3}$

نسب نما (Denominator)

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں عددِ سہام '4' کو شمار کنندہ اور عددِ رؤوس '6' کو نسب نما بنایا گیا۔ پھر '2' کے پہاڑے (Tables) سے مختصر کیا گیا، چنانچہ عدد '3' نسب نما میں رہ گیا اور پھر '3' کو مخرج '6' میں ضرب دیا گیا تو تصحیح '18' ہوگئی۔ پھر اسی عدد '3' کو ہر فریق کے عدد سھام میں ضرب دیا گیا۔ چنانچہ فریقِ اوّل کی تصحیح '12' آئی، پھر '12' کو عدد رؤوس '6' پر تقسیم کیا گیا تو ہر ایک کو 2، 2 ملے اور ماں اور چچا کی تصحیح 3، 3 آئی۔

(2)

مخرج '12' عَول '13' × 5 = 65		
بیوی	10 بہنیں	ماں
رُبع	ثُلثان	سُدس

2	8	3
10	40	15
	10×4	

Step 1: $\frac{\cancel{8}^{4}}{\cancel{10}^{5}}$ Step 2: 40 ÷ 10 = 4

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں دس بہنوں کو 8 سہام (حصے) کسر میں تقسیم ہو رہے تھے۔ مذکورہ حل کے بعد دس بہنوں کو 40 حصے (سہام) ملے، پھر اسے '10' پر تقسیم کیا گیا تو ہر ایک بہن کو چار چار سالم عدد مل گیا۔

قاعدہ نمبر 2:

اگر کسر دو یا دو سے زیادہ فریق پر واقع ہو تو تمام عدد سہام (حصے) کو شمار کنندہ (Numerator) اور تمام عددِ رؤوس کو نسب نما (Denominator) بنالیں، پھر مختصر کریں، پھر نسب نما میں موجود تمام اعداد کا L.C.M (ذو اضعاف اقل مشترک) نکالیں، پھر اس سے مخرج یا عَول میں ضرب دیں۔ حاصلِ ضرب مسئلہ کی تصحیح ہو گی، پھر اسی عدد کو ہر فریق کے سہام میں بھی ضرب دے دیں۔

مثالیں:

(1)

مخرج 8 × 10 = 80		
2 بیویاں	4 بیٹے ،	2 بیٹیاں
ثُمن	عصبہ	
1	7	
10	70	
2×5	4×14=56	2×7=14

Step 1: $\frac{7}{10}, \frac{1}{2}$

Step 2: $\begin{array}{r|l} 2 & 10,2 \\ 5 & 5,1 \\ & 1,1 \end{array}$

Step 3: 2 × 5 = 10

وضاحت :......ایک حصہ دو بیویوں پر اور 7 حصے 4 بیٹے اور دو بیٹیوں پر برابر تقسیم نہیں ہو رہے تھے۔اس لیے تصحیح کی ضرورت پیش آئی۔ عددِ رؤس میں 10 اس لیے آیا کہ ایک بیٹے کو دوہرا اور ایک بیٹی کو اکہرا دیا جانا چاہیے۔ چنانچہ 4 بیٹوں کے حصہ 8 ہو گئے اور دو بیٹیوں کے 2 ہی رہے تو کل 10 ہو گئے۔ تصحیح کے بعد ہر ایک بیوی کو 5 سالم حصے اور ہر ایک بیٹے کے لیے 14 حصے اور ہر ایک بیٹی کے لیے 7 حصے سالم عدد میں مل گئے۔

(2)

مخرج '12' ، عول 13 × 6 = 78		
2 بیویاں	6 بہنیں	ماں
ربع	ثلثان	سدس
3	8	2
18 2×9=18	48 6×8=48	12

Step 1: $\frac{\not{8}^{6}}{\not{6}^{3}}, \frac{3}{2}$

Step 2: 3 × 2 = 6

Step 3: 48 ÷ 6 = 8

(3)

مخرج 24 × 36 = 864			
4 بیویاں	18 بیٹیاں	ماں	6 بہنیں
ثُمن	ثُلثان	سُدس	عصبہ
3	16	4	1
108 4×27	576 18×32	144	36 6×1

Step 1: $\frac{1}{6}, \frac{\cancel{16}^{8}}{\cancel{18}^{9}}, \frac{3}{4}$

Step 2:

3	6,9,4
2	2,3,4
2	1,3,2
2	1,3,1
	1,1,1

Step 3: 3 × 2 × 2 × 3 = 36

(4)

ترکہ:-36000/-		18 : 3× 6
3 بھائی	6 بیٹیاں	ماں
عصبہ	ثُلثان	سُدس
1	4	1
3 3×1=3	12 6×2=12	3 3×1=3
2000×3= 6000/-	4000×6= 84000/-	6000/-

Step 1: $\frac{1}{3}, \frac{\cancel{4}^{2}}{\cancel{6}^{3}}$

Step 2:

3	3,3
	1,1

Step 3: L.C.M = 3

Step 4: $\frac{\cancel{36000}^{6000} \times \cancel{3}^{1}}{\cancel{18}\,\cancel{6}_{1}} = 6000$

Step 5: $\frac{\cancel{36000}^{4000} \times \cancel{2}^{1}}{\cancel{18}^{9}} = 4000$

Step 6: 6000 ÷ 3 = 2000

رد کا بیان

رد کا لغوی معنیٰ:

رد کا لغوی معنیٰ لوٹانا اور واپس کرنا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

اصحابِ فرائض کو ان کے حصے دینے کے بعد کچھ حصے رہ جائیں اور کوئی وارث عصبہ نہ رہے تو دوبارہ انہی اصحابِ فرائض (سوائے میاں، بیوی) کو ان کے حصوں کے تناسب سے دینے کو رد کہتے ہیں۔ رد 'عَول' کی ضد ہے۔ جس طرح عول میں مخرج بڑھایا جاتا ہے اسی طرح رد کی بعض صورتوں میں مخرج گھٹایا جاتا ہے۔

تمہید:

جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے وارثین یا تو صرف عصبہ ہوتے ہیں۔ یا اصحابِ فرائض کے ساتھ عصبہ بھی ہوتے ہیں یا صرف اُصحابُ الفرائض ہوتے ہیں۔

☆ اگر صرف عصبہ ہوں تو مکمل ترکہ انہیں کے درمیان تقسیم ہو جاتا ہے۔

☆ اگر اُصحابُ الفرائض کے ساتھ عصبہ بھی ہوں تو اصحاب الفرائض کو ان کا حصہ دیئے جانے کے بعد جو باقی ہے اس کے حقدار عصبہ ہوتے ہیں۔

☆ اگر صرف اصحابُ الفرائض ہوں تو درجِ ذیل صورتوں میں سے کوئی ایک ہوگی۔

☆ مسئلہ عادلہ ہوگا جس میں ہر وارث کا حصہ مخرج یا اصلِ مسئلہ کے برابر ہوگا۔

مثال:

6		
شوہر	ماں	دو ماں شریک بھائی
نصف	سُدس	ثُلث
3	1	2

☆ مسئلہ عائلہ جس میں عَول واقع ہو۔

مخرج '6' عَول '8'		
شوہر	ماں	دو بہنیں
نصف	سُدس	ثُلثان
3	1	4

☆ مسئلہ ناقصہ جس میں اُصحاب الفرائض کے حصے مخرج یا اُصلِ مسئلہ سے کم ہوں۔

مثال:

6	
ماں	بیٹی
سُدس	نصف
1	3

وضاحت :...... مذکورہ مسئلہ میں مخرج '6' میں سے ماں کو ایک اور بیٹی کو تین حصے دے دیئے گئے ہیں۔ باقی جو دو حصے رہ گئے اس کے مستحق کون؟ ایسی صورت میں جو حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ ان میں اصحابُ الفروض نسبی کو ان کے حصوں کے بقدر دوبارہ دیا جاتا ہے۔ اسی کو رد کہتے ہیں۔

رد کی دو شرطیں ہیں:

1: وارثین میں کوئی عصبہ نہ رہے۔

2: فرضی مسئلہ مسئلۂ ناقصہ ہو۔

باعتبارِ ردأصحابُ الفرائض کی دو قسمیں ہیں:

(1):......اصحاب الفرائض نسبی جن میں کل سات افراد ہیں۔

1: بیٹی 2: پوتی پڑپوتی....

3: سگی بہن 4: باپ شریک بہن

5: ماں شریک بہن 6: ماں 7: نانی/دادی

انہی لوگوں کو دوبارہ ترکہ (یعنی رد) دیا جاتا ہے، انہیں "مَنْ یُّرَدُّ عَلَیْهِ" کہتے ہیں۔

(2):...... اصحابِ فرائض سببی جن میں شوہر اور بیوی ہیں، ان میں رد نہیں کیا جاتا ہے۔ان کو "من لا یرد علیه" کہتے ہیں۔

رد کے چار ضابطے ہیں:

(1):......مسئلہ میں "مَنْ لَّا یُرَدُّ عَلَیْهِ" (شوہر یا بیوی) نہ ہوں اور 'من یرد علیه' ایک جنس کے ہوں تو مخرج عددِ رؤوس کے مطابق بنے گا۔

مثالیں:

2
دو بیٹیاں
2

1
ماں
1

1 ترکہ:-/45000
بیٹی
1
-/45000

(2):......مسئلہ میں "من لا یرد علیہ" (شوہر یا بیوی) نہ ہوں اور "من یرد علیه" مختلف جنس کے ہوں تو مخرج عددِ سہام کے مطابق ہوگا۔

مثالیں:

مخرج ~~6~~ 4	
ماں	بیٹی
سُدس	نصف
1	3

مخرج ~~6~~ 4 ترکہ -/80000	
بیٹی	پوتی
نصف	سُدس
3	1
60000/-	20000/-

Step 1: $\frac{\overset{20000}{\cancel{80000}}\times 3}{\underset{1}{\cancel{4}}} = 60000$

مخرج ~~6~~ 5	
دو بہنیں	ماں شریک بہن
ثُلثان	سُدس
4	1

مخرج ~~6~~ 3	
ماں	دو ماں شریک بہنیں
سُدس	ثُلث
1	2

(3):......مسئلہ میں "من لا یرد علیه" ہوں اور "من یرد علیه" ایک جنس کے ہوں تو شوہر یا بیوی کو اُقل مخارج سے ان کا حصہ دے کر باقی "من یرد علیه" کو دے دیں گے۔ تصحیح کی ضرورت پر تصحیح بھی کریں گے۔

وضاحت: ......اُقل مخارج سے مراد رُبع کا مخرج '4' بنائیں نہ کہ '12' اور ثُمن کا مخرج '8' بنائیں نہ کہ '24'۔

مثالیں:

4	
شوہر	3 بیٹیاں
رُبع	باقی
1	3

8 = 2 × 4	
بیوی	دو بہنیں
رُبع	باقی
1	3
2	6 2 × 3 = 6

16 = 2 × 8	
بیوی	دو بیٹیاں
ثُمن	باقی
1	7
2	14 7+7

(4):......مسئلہ میں "من لا یرد علیہ" ہوں اور "من یرد علیہ" مختلف جنس کے ہوں تو شوہر یا بیوی کو اقل مخارج سے ان کے حصے دیئے جانے کے بعد باقی حصے اگر "مـــن یرد علیہ" پر منقسم ہو جاتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ "من یرد علیہ" کا الگ سے مسئلہ بنا کر اس کے ردکو مــن لا یرد علیہ کی تصحیح میں ضرب دیں گے، پھر ہر ایک کے سہام میں ضرب دے دیں گے، جہاں تصحیح کی ضرورت وہاں تصحیح کریں گے۔

(1)

مخرج '4'		
بیوی	ماں	ماں شریک بہن
رُبع	باقی	
1	3	
	2	1

مخرج ~~6~~ 3	
ماں	ماں شریک بہن
ثُلث	سُدس
2	1

وضاحت:...... مذکورہ مثال میں بیوی کو اقل مخارج سے '1' دے کر باقی '3' من یرد علیہ کو دے دیئے گئے، پھر مــن یرد علیہ کا الگ سے مسئلہ بنایا گیا تو رد '3' آیا۔ چنانچہ باقی اور 'رد' میں مماثلت ہے، اس لیے آگے کوئی عمل کرنے کی ضرورت نہیں، '3' سے '2' ماں کو اور '1' ماں شریک بہن کو دے دیا گیا۔

(1)

مخرج '8' × 5 = 40 × 3 = 120		
بیوی	ماں	3 بیٹیاں
ثُمن	باقی	
1	7	
5	35	
	7	28
15	21	84
		3 × 28

مخرج ~~6~~ 5	
ماں	3 بیٹیاں
سُدس	ثُلثان
1	4

وضاحت: ...... مذکورہ مثال میں بیوی کو اقل مخارج سے '1' دے کر باقی '7' من یرد علیہ کو دے دیئے گئے، پھر من یرد علیہ کا الگ مسئلہ بنایا گیا تو رد '5' نکلا۔ چونکہ باقی اور من یرد علیہ کے رد میں مماثلت نہیں ہے اس لیے رد '5' کو من لا یرد علیہ کی تصحیح میں ضرب دیا گیا تو '40' نکلا جس میں بیوی کو '5' اور من یرد علیہ کو 35 ملے۔ پھر '35' کو '5' میں تقسیم کیا گیا تو ایک حصہ '7' نکلا، چنانچہ ماں کو '7' اور تین بیٹیوں کو '28' ملے، پھر تصحیح کی گئی۔

ذوی الارحام

☆ لغوی تعریف:

'ارحام' رَحِم کی جمع ہے اور رحم اس تھیلی کو کہتے ہیں جہاں بچہ (جنین) ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

☆ اصطلاحی تعریف:

وہ قریبی رشتہ دار جو اصحابِ فرائض یا عصبات میں سے نہ ہوں جیسے نواسا، نواسی، نانا، نانی، ماموں، خالہ وغیرہ۔

☆ جمہور علماء ذوی الأرحام کو وارث بنانے کے قائل ہیں:

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ﴾ (سورة الاحزاب : 6)

''اور رشتے دار اللہ کی کتاب کی رو سے بہ نسبت دوسرے مؤمنوں اور مہاجروں کے آپس میں زیادہ حقدار ہیں''۔

اس آیت میں اولو الأرحام کا لفظ مطلق ہے چاہے اصحابِ فرائض ہوں یا عصبہ یا ان کے علاوہ ذوی الأرحام ہوں، بہرصورت وارث ہوں گے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَلْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ)) [1]

''جس کا کوئی وارث نہیں اس کا وارث اس کا ماموں ہوگا۔''

---

[1] سنن ترمذی: 2103۔ صحیح .

☆ذوی الأرحام کو وارث بنانے کی شرطیں:

(1):...... صاحبِ فرض کوئی نہ ہو کیونکہ باقی ترکہ انہیں کو دوبارہ دے دیا جاتا ہے ہاں اگر میاں بیوی میں سے کوئی ہو تو اس صورت میں بھی ذوی الأرحـــام کو وارث بنایا جا سکتا ہے کیونکہ میاں بیوی پر رد نہیں کیا جاتا۔ البتہ ایسی صورت میں میاں بیوی کو ان کا مکمل حصہ دے دیا جائے گا یعنی ذوی الأرحام کی موجودگی میں ہمیشہ شوہر کو نصف اور بیوی کو ربع دیا جاتا ہے کیونکہ کوئی فرع (اولاد) وارث نہیں ہوتی۔

(2):......کوئی عصبہ نہ رہے۔

☆ذوی الأرحام کی قسمیں:

(1):...... جو میت کی طرف منسوب ہوں:

1۔نواسے اور نواسیاں (نیچے تک)　　　2۔ پوتیوں کی اولاد (نیچے تک)

(2):......جن کی طرف خود میت منسوب ہو:

1۔ نانا، پڑنانا　　　2۔ وہ نانیاں جن کے درمیان نانا آتا ہو۔یعنی نانا کی ماں (اوپر تک)۔　　　3۔ دادی کا باپ۔

(3):...... جو میت کے ماں باپ کی طرف منسوب ہوں:

1۔ بھانجے، بھانجیاں اور ان کی اولاد　　　2۔بھتیجیاں اور ان کی اولاد

3۔ ماں شریک بھائیوں کے بیٹے

4۔ سگے اور باپ شریک بھائیوں کی پوتیاں......

(4):...... جو میت کے دادا، دادی، نانا، نانی کی طرف منسوب ہوں:

1۔ ماموں اور ان کی اولاد　　　2۔ خالائیں اور ان کی اولاد

3۔ پھوپھیاں اور ان کی اولاد　　4۔ ماں شریک چچا (اوپر تک)

5۔ سگے اور باپ شریک چچاؤں (اوپر تک) کی بیٹیاں۔

6۔ سگے اور باپ شریک چچاؤں کی پوتیاں (نیچے تک)۔

ذوی الأرحام کے مابین ترکہ کی تقسیم

ذوی الأرحام کے مابین ترکہ کی تقسیم کے متعلق دو اقوال ہیں:

(1) مسلكِ قرابت:

یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے، ان کے نزدیک ذوی الأرحام میں سے جو جہت، درجہ اور قوت کے اعتبار سے قریبی ہو گا وہی پورے ترکہ کا مستحق ہو گا جیسے کسی کی وفات پر اگر صرف نواسا اور بھانجا ہوں تو سارا ترکہ صرف نواسے کو دے دیا جائے گا کیونکہ وہی ہر اعتبار سے قریبی ہے۔

(2) مسلكِ تنزيل:

یہ جمہور علماء کا مسلک ہے، ان کے نزدیک ذوی الأرحام کو ان اصحابِ فرائض یا عصبات کے قائم مقام سمجھا جائے جن کے واسطے سے وہ آئے ہیں، جیسے نواسے، نواسیاں، بیٹیوں کے قائم مقام اور بھانجے بھانجیوں کو بہنوں کے قائم مقام رکھا جائے، اور یہی راجح ہے۔

(3) طریقۂ تقسیم:

(1):...... اگر ذوی الارحام میں سے ایک فرد ہو تو وہ اکیلا تمام ترکہ لے گا۔

(2):...... اگر ایک سے زیادہ ہوں اور تمام ایک ہی درجہ کے ہوں تو ترکہ ان کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا اور مرد و عورتوں میں ''لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ'' کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ جبکہ حنابلہ کے نزدیک مردوں اور عورتوں میں ترکہ برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(3):...... اگر ایک سے زیادہ ہوں اور ان کے مراتب مختلف ہوں تو مراتب کے اعتبار

سے واسطے کو میّت تصور کر کے حصے دیے جائیں گے۔

پھوپھی	پوتی کا بیٹا	نواسا	ذوی الارحام ⇐
باپ	پوتی	بیٹی	واسطے ⇐
سُدس وعصبہ	سُدس	نصف	
1+1	1	3	

وضاحت:...... مذکورہ مثال میں نواسے کو بیٹی کے قائم مقام سمجھ کر نصف اور پوتی کے بیٹے کو پوتی کے قائم مقام سمجھ کر سُدس اور پھوپھی کو باپ کا درجہ دے کر سدس وعصبہ بنایا گیا۔ لہٰذا جو جس واسطے سے آئے اسے اسی حساب سے ترکہ دیا جائے گا۔

ماموں	ماں شریک بھانجا	باپ شریک بھانجا
ماں	ماں شریک بہن	باپ شریک بہن
سُدس	سُدس	نصف
1	1	3

وضاحت:...... مذکورہ مثال میں رد واقع ہوا ہے۔

جب ذوی الأرحام کے ساتھ میاں یا بیوی میں سے کوئی ہو تو وہ اپنا پورا حصہ لیں گے اور باقی ذوی الأرحام کے مابین تقسیم ہو گا۔

4	
بیوی	نواسا
رُبع	باقی
1	3

2	
شوہر	خالہ
نصف	باقی
1	1

❀:......جس کو میت سے دو قرابتیں حاصل ہوں وہ دونوں کی وجہ سے وارث بنے گا۔ جیسے کوئی ذوی الارحام کو وارث بنا کر چھوڑ جائے کہ ایک نواسی کا بیٹا اور وہی نواسے کا بیٹا بھی

ہے اور دوسری صرف نواسی کی بیٹی ہے، تو نواسی و نواسے کے بیٹے کو ’’4‘‘ حصے اور نواسی کی بیٹی کو ’’1‘‘ حصہ دیا جائے گا۔

❁:......ایک شخص اپنی خالہ اور پھوپھی کو چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ اس مثال میں خالہ میّت کی ماں کا حصہ لے گی اور وہ ہے ثلث اور باقی حصے پھوپھی میّت کے باپ کے حصے کے برابر لے گی۔ ’’6‘‘ میں سے خالہ کو ’’2‘‘ اور پھوپھی کو ’’4‘‘ ملیں گے۔

تخارج

لغوی معنیٰ:

تخارج خروج سے ماخوذ ہے جس کا معنیٰ نکلنا، باہر آجانا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

کوئی وارث ترکہ سے کوئی متعین چیز لے کر یا کسی چیز پر مصالحت کر کے باقی وارثین سے الگ ہو جائے، اسے تخارج (With draw) کہتے ہیں۔

حکم:

تخارج جائز ہے کیونکہ یہ آپسی رضامندی اور مفاہمت سے انجام پاتا ہے۔ کبھی ایک مالدار بھائی اپنے دوسرے غریب بھائی بہنوں کی خاطر تخارج کرسکتا ہے۔

تخارج کا ضابطہ:

جس وارث نے اپنا حصہ چھوڑ دیا ہے اسے مسئلہ میں شریک کیا جائے، پھر مسئلہ حل کرنے کے بعد اس کا حصہ اصل یا تصحیح سے نکال دیں اور بقیہ حصہ بقیہ وارثین میں بانٹ دیں۔

(1)

مخرج "~~6~~ 3"		
شوہر	ماں	چچا
نصف	ثُلث	عصبہ
3	2	1
×	2	1

مذکورہ مثال میں شوہر نے مہر کے بدلے صلح کر لی تو اس کا حصہ "3" اصل سے نکال کر بقیہ "3" ماں اور چچا کے درمیان بانٹ دیا گیا۔ اگر شوہر کو تقسیم سے پہلے ہی خارج کر دیا

جائے تو مسئلہ غلط ہو جائے گا جیسے مثال کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔

چچا	ماں
عصبہ	ثلث
2	1

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں ماں کا حصہ چچا کے حصے سے کم ہو گیا جو کہ غلط ہے اس لیے شوہر کو بھی شامل کر کے مسئلہ بنایا جائے۔

(2)

مخرج '8' × 6 = ~~48~~ 34	
دو بیٹے دو بیٹیاں	بیوی
عصبہ	ثمن
7	1
42	6
7 + 7, 14 + (14)	

Step 1: $\frac{7}{6}$

Step 2: 42 ÷ 6 = 7

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں ایک بیٹے نے کسی چیز پر مصالحت کر کے اپنے حقِ وراثت سے دستبرداری کر لی، چنانچہ اس کے '14' حصے تصحیح '48' سے نکال لیے گئے اور وضاحت کے لیے ایک گول دائرہ اس کے حصے پر بنایا گیا۔

غرماء (قرض خواہوں) پر ترکہ کی تقسیم

اگر میت کا ترکہ قرض کے برابر ہے تو مکمل ترکہ قرض خواہوں پر تقسیم کر دیا جائے گا اگر ترکہ کم اور قرض زیادہ ہو تو یہ دیکھیں گے کہ قرض خواہ ایک ہے یا زیادہ۔ اگر ایک ہے تو کل ترکہ اسی کو دے دیا جائے گا اور اگر زیادہ ہوں تو ان کے قرضوں کے تناسب سے ترکہ تقسیم کیا جائے گا جیسے کسی نے 6000 روپے چھوڑے لیکن قرض 15000 روپے کا تھا اور یہ قرض کئی لوگوں میں بٹا ہوا تھا۔

ضابطہ :......میت کی مد کھینچیں اور وارثوں کی جگہ قرض خواہوں کے نام لکھیں اور ان کے قرضے ان کے نام کے نیچے لکھیں اور مجموعی قرضے کو تصحیح کی جگہ تحریر کریں اور وہی ضابطہ اپنائیں جو ترکہ کی تقسیم کے لیے کیا گیا تھا۔

مثال:

مجموعی قرض: 15000		ترکہ 6000
خالد	حامد	قاسم
6000	4000	5000
2400	1600	2000

Step 1: $\frac{\overset{400}{\cancel{6000}}}{\underset{1}{15\cancel{000}}} \times \cancel{6000} = 2400$

Step 2: $\frac{\overset{400}{\cancel{6000}}}{\underset{1}{15\cancel{000}}} \times \cancel{4000} = 1600$

Step 3: $\frac{\overset{400}{\cancel{6000}}}{\underset{1}{15\cancel{000}}} \times \cancel{5000} = 2000$

وضاحت:...... مذکورہ مثال میں ترکہ 6000 روپے ہیں لیکن مجموعی قرض 15000 روپے تھے، جن میں سے خالد کے 6000 روپے، حامد کے 4000 روپے اور قاسم کے 5000 روپے تھے۔ ترکہ کو ہر ایک کے قرض میں ضرب دے کر مجموعی قرض سے تقسیم کر دیا جائے۔ جو حاصلِ تقسیم ہے وہی اس قرض خواہ کا ترکہ میں سے حصہ ہے۔

مجموعی قرض: 20000			ترکہ 8000
زینب	عائشہ	صفیہ	خدیجہ
8000	6000	4000	2000
3200	2400	1600	800

Step 1: $\frac{\overset{400}{\cancel{8000}}}{\underset{1}{\cancel{20000}}} \times \cancel{8000} = 3200$

Step 2: $\frac{\overset{400}{\cancel{8000}}}{\underset{1}{\cancel{20000}}} \times \cancel{6000} = 2400$

Step 3: $\frac{\overset{400}{\cancel{8000}}}{\underset{1}{\cancel{20000}}} \times \cancel{4000} = 1600$

مناسخه

مناسخه نسخ سے مأخوذ ہے جس کے عربی زبان میں بے شمار معانی ہیں۔

(1)**باطل قرار دینا**:......فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَيَنۡسَخُ اللّٰهُ مَا يُلۡقِى الشَّيۡطٰنُ ثُمَّ يُحۡكِمُ اللّٰهُ . . .الآية ﴾

(سورة الحج:52)

"پس شیطان کی ملاوٹ کو اللہ دور کر دیتا ہے، پھر اپنی باتیں پکی کر دیتا ہے۔"

(2)**ازالہ کر دینا**:...... یہ جملہ اسی معنیٰ میں ہے۔ نَسَخَتِ الشَّمْسُ الظِّلَّ۔ "دھوپ نے چھاؤں ہٹا دی"۔

(3)**بدلنا**:...... یہ جملہ اسی معنیٰ میں ہے۔ نَسَخَتِ الرِّيْحُ الْأَ ثَرَ۔ "ہواؤں نے نشانات مٹا دیئے"۔

اور فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَآ اَوۡ مِثۡلِهَا ﴾

(سورة البقره:106)

"جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں۔"

(4)**نقل کرنا** :...... کہتے ہیں: نَسْخُ مَا فِي الْكِتَابِ۔ "کتاب کی عبارتوں کو نقل کرنا"۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّا كُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾ ﴾ (الجاثیہ:29)

"ہم تمہارے اعمال لکھواتے جاتے تھے۔"

اصحابِ فرائض کے نزدیک مناسخه کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ "میت کا ترکہ تقسیم

ہونے سے پہلے کوئی وارث فوت ہوجائے تو میّت ثانی کے وارثوں کی طرف اس کے غیر منقسم ترکہ کو منتقل کر دینے کو مناسخہ کہتے ہیں"۔

وضاحت :......میتِ اوّل کے بعد جبکہ اس کا ترکہ تقسیم نہ ہوا ہو، اگر وارثین پے در پے مرنے لگیں تو مناسخہ کا ایک جامع ضابطہ اختیار کیا جاتا ہے کہ تمام زندہ وارثوں پر میتِ اوّل اور دیگر وارثین جو وفات پا چکے ہیں ان کا غیر منقسم ترکہ بیک وقت تقسیم ہوجاتا ہے۔

مناسخہ کی تین حالتیں ہیں:

(1):......اگر بعد میں مرنے والوں کے وارثین وہی ہوں جو میتِ اوّل کے تھے اور طریقۂ تقسیم بھی ایک ہی انداز کا ہو تو اس کی یہ کل تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

(الف):......سارے زندہ وارثین اپنے اپنے موتیٰ (فوت شدگان) سے عصبہ بن کر وارث ہوتے ہوں جیسے ایک شخص کا انتقال ہوا، اس کے دس بیٹے تھے، یہ سارے بیٹے عصبہ ہوتے ہیں۔ باپ کا ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے آٹھ بیٹے پے در پے وفات پا جاتے ہیں، صرف دو بیٹے زندہ رہ جاتے ہیں تو یہ دونوں آٹھ بھائیوں سے عصبہ بن کر وارث ہوتے ہیں چنانچہ ان کے عددِ رؤس سے مسئلہ بنے گا۔

2
2 بیٹے
2

(ب):......سارے زندہ وارثین اپنے اپنے موتیٰ (فوت شدگان) سے فرض حصہ پا کر وارث ہوتے ہوں جیسے ایک شخص کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے پیچھے صرف تین بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑیں۔ باپ کا ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے ایک بیٹی اور تین بیٹے پے در پے وفات پا گئے، صرف تین بیٹیاں زندہ رہ جاتی ہیں تو انہیں ثُلثان (دو تہائی) ملتا ہے اور باقی انہیں پر رد ہوجاتا ہے۔

3
تین بیٹیاں
ثُلثان
1+2

(ج):...... سارے زندہ وارثین اپنے اپنے موتیٰ (فوت شدگان) سے فرض و تعصیب کے ذریعہ وارث ہوتے ہیں جیسے ایک شخص کا انتقال ہوا تو اس نے پانچ (ماں شریک) اخیافی بھائیوں کو چھوڑا اور یہی اس کے چچا زاد بھائی بھی ہیں پھر وہ پے در پے وفات پانے لگے یہاں تک کہ صرف دو رہ جاتے ہیں۔ اخیافی بھائیوں کو فرض حصہ ثُلث ملتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ چونکہ وہ چچا زاد بھائی بھی ہیں اس لیے ان کو عصبہ ہونے کی وجہ سے باقی بھی ملے گا۔

2 ماں شریک بھائی / چچا زاد بھائی	
ثُلث	عصبہ
1	2

(2):...... مناسخہ کی دوسری حالت یہ ہے کہ تقسیمِ ترکہ سے پہلے اگر کوئی وارث وفات پا جائے اور میتِ ثانی یا میتِ ثالث کے وارثین سب اسی سے وارث ہوتے ہوں یعنی میت اول کے بعد سارے موتیٰ (فوت شدگان) اسی کے وارث ہوں۔

(3):...... مناسخہ کی تیسری حالت یہ ہے کہ میتِ ثانی کے وارثین یا تو میتِ اوّل کے وارثین ہی ہوتے ہوں البتہ وراثت کی نوعیت بدل جاتی ہو، یا کوئی دوسرے وارث ان کے ساتھ وارث ہوتے ہوں یا ایسا کوئی شخص وفات پا جائے جو میتِ اوّل کے وارثین میں سے نہ ہو۔

طریقۂ تقسیم:

مناسخہ کی دوسری اور تیسری حالتوں میں مندرجہ ذیل طریقۂ تقسیم اختیار کریں۔

(1):...... ہر میت کا مستقل جدول بنالیں۔سب سے پہلے میتِ اوّل کا مسئلہ پھر میتِ ثانی کا اور اسی طرح......

(2):...... پھر مسائل حل کریں اگر تصحیح کی ضرورت ہو تو تصحیح کریں۔

(3):...... پھر مسئلہ اولیٰ میں میتِ ثانی کے سہام (حصوں) پر گول نشان (o) لگا کر اس عدد کو مسئلہ ثانیہ کے بائیں جانب، مـا فی الید' (باقی) لکھ کر تحریر کرلیں۔اسی طرح اگر میتِ ثالث ہو تو مسئلہ اولیٰ میں اس کے سہام (حصوں) پر گول نشان لگا کر مسئلہ ثالثہ کے بائیں جانب "ما فی الید" (باقی) لکھ کر وہ عدد تحریر کریں۔

(4):...... پھر مسئلہ ثانیہ کے اصول یا تصحیح یا رد کو شمارکنندہ اور ما فی الید (باقی) کو نسب نما بنا کر مختصر کرلیں اگر مختصر نہ ہو سکے تو ویسے ہی محفوظ کرلیں۔

(5):...... پھر شمارکنندہ کو مسئلہ اولیٰ کے اصل، تصحیح یا رد میں ضرب دے کر جامع نکال لیں نیز اسی عدد کو میت اول کے زندہ وارثین کے سہام (حصوں) سے ضرب دے دیں۔

(6):...... پھر نسب نما کو مسئلہ ثانیہ کے وارثوں کے سہام (حصوں) پر ضرب دے دیں۔

(7):...... تمام زندہ وارثوں کے نام لکھ کر ان کے سہام جمع کردیں تو جامع کے برابر ہوگا۔

پھلی مثال:

کسی عورت کا انتقال ہوا تو اس کے وارثین شوہر، سگی بہن اور باپ شریک بہنیں ہیں۔ پھر تقسیمِ ترکہ سے پہلے سگی بہن کا انتقال ہوگیا تو اس نے اپنے پیچھے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑے۔

مخرج ~~6~~ 7		
شوہر	سگی بہن	باپ شریک بہن
نصف	نصف	سُدس
3	(3)	1

Step 1: $\frac{3}{3}$

سگی بہن ~~3~~		مافی الید ~~3~~
1 بیٹا		1 بیٹی
عصبہ		
2		1

وضاحت:...... مذکورہ مثال میں میتِ ثانی سگی بہن ہے، اس کا ما فی الید (باقی) 3 ہے اور مسئلہ ثانیہ کا اصل بھی 3 ہی ہے، دونوں میں تماثل یعنی برابری ہے، اس لیے مزید آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ درج ذیل جدول ملاحظہ کریں:

شوہر (عبداللہ) = 3

باپ شریک بہن (خدیجہ) = 1

سگی بہن کا بیٹا (عبدالرحمٰن) = 2

سگی بہن کی بیٹی (عائشہ) = 1

جامع = **7**

دوسری مثال:

ایک شخص کا انتقال ہوا تو وارثین میں بیوی، سگی بہن، باپ شریک بہن اور چچا تھے، تقسیمِ ترکہ سے پہلے سگی بہن کا انتقال ہوگیا تو اس کے وارثین میں شوہر، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

مخرج '12' 12× 8 = 96			
بیوی	سگی بہن	باپ شریک بہن	چچا
رُبع	نصف	سُدس	عصبہ
3	⑥	2	1
24		16	8

Step 1: $\frac{\cancel{16}^{8}}{\cancel{6}^{3}}$

3~~6~~			8~~16~~ 4 × 4 سگی بہن
بیٹی	بیٹی	بیٹا	شوہر
عصبہ			رُبع
3/~~12~~			1
3	3	6	4
9	9	18	12

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں سگی بہن میتِ ثانی ہے اس کا ما فی الید (باقی) 6 ہے۔ اس کو نسب نما اور مسئلہ ثانیہ کی تصحیح کو شمار کنندہ بنا کر مختصر کیا گیا، پھر مختصر کیا گیا شمار کنندہ کو مسئلہ اولیٰ کے اصل سے ضرب دے کر جامع 96 نکالا گیا پھر اسی 8 کو زندہ وارثین کے سہام (حصوں) سے بھی ضرب دیا گیا پھر مختصر کیا گیا نسب نما کو میتِ ثانی کے وارثین کے سہام (حصوں) سے ضرب دیا گیا۔ مسئلہ اولیٰ کا کل مجموعہ 48 اور مسئلہ ثانیہ کا کل مجموعہ 48 ہوا تو کل ملا کر 96 جامع ہوا۔

درجِ ذیل جدول ملاحظہ کریں:

بیوی (صفیہ)	=	24
باپ شریک بہن (زینب)	=	16
چچا (عبدالقدیر)	=	8
سگی بہن کا شوہر (عبدالودود)	=	12
سگی بہن کا بیٹا (فوزان)	=	18
سگی بہن کی دو بیٹیاں (سمیہ اور عفیفہ)	=	18
جامع	=	**96**

تیسری مثال:

ایک شخص کا انتقال ہوا تو بیوی، ایک بیٹی (دوسری بیوی سے) اور چچا زندہ تھے۔ تقسیمِ ترکہ سے پہلے بیٹی کا بھی انتقال ہو جاتا ہے اور وہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ جاتی ہیں۔

مخرج "8" × 3 = 24		
بیوی	بیٹی (غ)	چچا
ثُمن	نصف	عصبہ
1	(4)	3
3		9

Step 1: $\frac{3}{4}$

3	مافی الید 4
بیٹا	بیٹی
عصبہ	
2	1
8	4

وضاحت:......مسئلہ اولیٰ میں بیٹی کے ساتھ 'غ' لکھا ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ بیٹی دوسری متوفیہ یا مطلقہ بیوی کی ہے۔ مسئلہ ثانیہ کے اصل کو شمار کنندہ اور ما فی الید (باقی) کو نسب نما بنایا گیا پر مختصر نہ ہو سکا تو کل شمار کنندہ کو مسئلہ اولیٰ کی اصل سے ضرب دے کر جامع '24' نکالا گیا پھر زندہ وارثین سے ضرب دیا گیا پھر کل نسب نما کو میتِ ثانی کے وارثین سے ضرب دیا گیا۔

چوتھی مثال:......ایک شخص کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے پیچھے دو بیویاں، تین سگی بہنیں اور چچا چھوڑا تھا، تقسیمِ ترکہ سے پہلے ایک سگی بہن کا انتقال ہو جاتا ہے، اس نے اپنے پیچھے شوہر، دو بیٹیاں اور میتِ اوّل کے بقیہ وارثین کو یعنی دو سگی بہنوں اور چچا کو چھوڑا ہے۔

مخرج 12، 12 × 6 = 72 × 3 = 216 جامع					
دو بیویاں		3 سگی بہنیں			چچا
خالدہ	بشیرہ	آسیہ	بشریٰ	سلمیٰ	عبداللہ
رُبع		ثُلثان			عصبہ
3		8			1
18		48			6
9	9	(16)	16	16	6
27	27	×	48	48	18

تصحیح $\frac{3}{2}$، $\frac{8}{3}$

$3 \times 2 = 6$

متوفی آسیہ 12 × 2 = ~~24~~ 3				مافی الید 2~~16~~	
شوہر	2 بیٹیاں		2 سگی بہنیں		چچا
حامد	مشکورہ	مرزوقہ	بشریٰ	سلمیٰ	عبداللہ
رُبع	ثُلثان		عصبہ مع غیرہ		محروم
3	8		1		×
6	16		2		×
6	8	8	1	1	×
12	16	16	2	2	×

تصحیح $\frac{1}{2}$

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں ہر وارث کا نام مع حصص لکھا گیا ہے تاکہ مزید وضاحت ہو جائے۔ اسی طرح اگر ترکہ تقسیم کرنا ہو تو ہر ایک کے حصے کو ترکہ سے ضرب دے کر جامع سے تقسیم کر دیا جائے، جیسے:

$$(\text{ترکہ})\ \frac{50,000 \times 27}{216} = 6250$$

جدول ملاحظہ کریں:

1:	خالدہ	=	27
2:	بشیرہ	=	27
3:	بشریٰ	=	48 + 2 = 50
4:	سلمیٰ	=	48 + 2 = 50
5:	عبداللہ	=	18
6:	حامد	=	12
7:	مشکورہ	=	16
8:	مرزوقۃ	=	16
	جامع	=	216

پانچویں مثال :...... مناسخہ کی دوسری صورت کے مطابق جبکہ میتیں کئی ہوں، جیسے ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کے وارثین دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھے، پھر ترکہ تقسیم سے پہلے ایک بیٹے کا انتقال ہوا تو اس کے وارثین ایک بیٹا اور ایک بیٹی بنے ، پھر دوسرے بیٹے کا انتقال ہوا تو اس کے وارثین دو بیٹے اور ایک بیٹی بنے، پھر ایک بیٹی وفات پا گئی تو اس کے وارثین 2 بیٹے بنے۔

مخرج 6 × 3 = 18 × 5 = 90 × 2 = 180 (جامع)			
2 بیٹے		2 بیٹیاں	
غالب	راجح	عائشہ	جویریہ
عصبہ			
(2)	2	1	1
	(6)	3	3
		(15)	15
			30

غالب 3	مافی الید 2
ایک بیٹا	ایک بیٹی
عصبہ	
2	1
4	2
20	10
40	20

180

راجح 5		مافی الید 6
2 بیٹے		ایک بیٹی
عصبہ		
2	2	1
12	12	6
24	24	12

عائشہ 2	ما فی الید 15
2 بیٹے	
عصبہ	
1	1
15	15

جدول:

جویریہ = 30

اولادِ غالب = 20 + 40 = 60

اولادِ راجح = 12 + 24 + 24 = 60

اولادِ عائشہ = 15 + 15 = 30

جامع = 180

وضاحت :......میتِ ثانی کے اصل کو میتِ اوّل کے اصل میں ضرب دے کر پھر اس کے زندہ وارثین کے سہام (حصوں) میں ضرب دیا گیا اور ما فی الید (باقی) کو میت ثانی کے وارثین کے سہام (حصوں) میں ضرب دیا گیا، اسی طرح میتِ ثالث کے اصل (5) کو میتِ اوّل کے اصل (18) میں ضرب دے کر میتِ اوّل کے زندہ وارثین پھر میتِ ثانی کے وارثین کے سہام (حصوں) میں ضرب دیا گیا پھر اس کے ما فی الید (باقی) (6) کو میت ِ ثالث کے وارثین کے سہام (حصوں) میں ضرب دیا گیا اسی طرح میتِ رابع کے اصل (2) کو میتِ اوّل کے اصل (90) میں ضرب دے کر میتِ اوّل و ثانی و ثالث کے وارثین کے سہام (حصوں) میں ضرب دیا گیا اور اس کے ما فی الید (باقی) (15) کو اس کے وارثین کے سہام (حصوں) سے ضرب دیا گیا۔

چھٹی مثال:......ایک شخص کا انتقال ہوا تو وارثین میں ایک بیوی، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں، پھر تقسیمِ ترکہ سے پہلے بیٹے کا انتقال ہوگیا، اس کے وارثین میں اس کی بیوی اور میّتِ اوّل کے بقیہ وارثین رہے یعنی ماں اور دو بہنیں۔

مخرج '8' × 4 = 32 × 13 = 416 (جامع)			
بیوی	بیٹا	دو بیٹیاں	
راشدہ	عبدالرحمٰن	اسماء	صفیہ
ثُمن	عصبہ		
1	7		
4	28		
	(14)	7	7
52		91	91

تصحیح $\frac{7}{4}$

مخرج ~~12~~ 13		مافی الید 14	
بیوی	ماں	دو بہنیں	
اُمّ کلثوم	راشدہ	اسماء	صفیہ
رُبع	سُدس	ثُلثان	
3	2	8	
42	28	112	
		56	56

جدول:

راشدہ = 80 اسماء = 147

ام کلثوم = 147 صفیہ = 147

حمل

(1):......حمل عورت کے رحم میں موجود بچہ/ بچی کو کہتے ہیں۔

(2):......حمل کو وارث بنائے جانے کی دو شرطیں ہیں۔

☆......مورّث کے انتقال کے وقت حمل کا وجود یقینی ہو گرچہ نطفہ ہی کی شکل میں ہو اور حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔

☆......بچہ/ بچی زندہ پیدا ہو۔

(3):......اگر وارثین تقسیمِ ترکہ کو ولادت تک مؤخر کرنے پر راضی نہ ہوں تو ایک بچہ کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا کیونکہ عام طور پر ولادت ایک بچہ ہی کی ہوتی ہے اگر ایک سے زیادہ بچے پیدا ہوں تو وارثوں سے ترکہ میں سے اتنا حصہ واپس لے لیا جائے گا۔

(4):......حمل کے دو مسئلے کیے جائیں گے۔ ایک مسئلہ میں حمل کو مذکر اور دوسرے مسئلہ میں مؤنث تسلیم کر کے حل کریں گے جو حصہ زیادہ ہو وہ اس کے لیے محفوظ رکھا جائے گا۔

(5):......حمل کو مذکر اور مؤنث تسلیم کرنے کی صورت میں شریک وارثین کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔

☆......ایسے شریک وارثین جن کے ترکہ میں کوئی فرق نہ آئے تو ان کو پورا پورا حصہ دیا جائے گا۔

☆......کسی مسئلہ میں زیادہ اور کسی مسئلہ میں کم ترکہ ملے تو ایسے شریک وارثین کو کم تر حصہ دیا جائے گا بقیہ حصے محفوظ رکھے جائیں گے۔

☆......کسی مسئلہ میں وارث اور کسی مسئلہ میں محروم ہوتے ہوں تو ایسے شریک وارثوں کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔

طریقۂ تقسیم:

حمل کو مذکر اور مؤنث تسلیم کر کے دو الگ الگ مسئلے بنالیں پھر دونوں مسئلوں میں نسبت دیکھیں۔ اگر دونوں برابر (متماثل) ہوں تو کسی ایک عدد کو جامع بنا دیں، اگر دونوں برابر نہ ہوں تو ان کا LCM نکال کر اس کو جامع بنا دیں پھر ہر مسئلہ کے اصل یا عول ورد کو جامع سے تقسیم کر کے حاصلِ تقسیم کو اس کے بازو لکھ دیں پھر حاصلِ تقسیم کو مسئلہ کے ہر فریق کے سہام (حصوں) سے ضرب دے دیں۔

مثال (1):

کسی شخص کا انتقال ہوا تو اس کی بیوی حاملہ اور ماں باپ زندہ ہیں۔

24			
بیوی	ماں	باپ	حمل مذکر
ثُمن	سُدس	سُدس	عصبہ
3	4	4	13

24			
بیوی	ماں	باپ	حمل مؤنث
ثُمن	سُدس	سُدس وعصبہ	نصف
3	4	1+4	12

جامع: 24، بیوی: 3، ماں: 4، باپ: 4، محفوظ: 13۔

وضاحت :...... دونوں مسئلوں میں اصل برابر ہے۔ اس لیے ایک کو محفوظ رکھ دیا گیا، جامع 24 میں سے بیوی کو 3 ماں کو 4 اور باپ کو 4 حصے دیئے گئے ہیں۔ بقیہ 13 حصے محفوظ رہیں گے۔ اگر ولادت بیٹے کی ہو تو کل 13 حصے اس کو دے دیئے جائیں گے، اگر بیٹی کی ولادت ہو تو 12 حصے بیٹی کو اور ایک حصہ باپ کو دے دیا جائے گا۔

مثال (2):

کسی شخص کا انتقال ہوا، وارثین میں بیوی، ایک بیٹی اور ماں باپ ہیں اور بیوی حاملہ ہے۔

3/72 = 3 × 24				
بیوی	ماں	باپ	بیٹی	حمل مذکر
ثُمن	سُدس	سُدس	عصبہ	
3	4	4	13	
9	12	12	39	
			13	26
27	36	36	39	78

8/27 ~~24~~				جامع 216
بیوی	ماں	باپ	بیٹی	حمل مؤنث
ثُمن	سُدس	سُدس وعصبہ	ثُلثان	
3	4	4	16	
24	32	32	128	
			64	64

$9 \underline{| 27,72}$
$\quad 3,8$

$9 \times 3 \times 8 = 216$

وضاحت :......مسئلہ ذکوریت کی تصحیح اور مسئلہ انوثیت کا عَول برابر (متماثل) نہیں ہیں چنانچہ ان کا LCM نکالا گیا تو جامع 216 نکلا۔ پھر اس کو مسئلۂ ذکوریت کی تصحیح سے تقسیم کیا گیا تو حاصلِ تقسیم 3 نکلا تو اس کو اس کے بازو یوں لکھا گیا 3/72، پھر 3 سے اس مسئلہ کے ہر فریق کے حصے سے ضرب دیا گیا پھر مسئلہ انوثیت کے عول سے جامع کو تقسیم کیا گیا تو حاصلِ تقسیم 8 نکلا پھر اس کو یوں لکھا گیا 8/27، پھر 8 سے اس مسئلہ کے ہر فریق کے حصے پر ضرب دیا گیا۔

$$216 \div 72 = 3$$

$$216 \div 27 = 8$$

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں ہر وارث کو اس کا کم تر حصہ دیا جائے گا چنانچہ بیوی کو 27 میں سے 24 دے کر 3 محفوظ کر لیں گے پھر ماں باپ کو 36، 36 میں سے 32، 32 دے کر 4، 4 محفوظ کر لیں گے اور بیٹی کو اس کا کم تر حصہ 39 دے دیں گے اور حمل مذکر کے 78 حصے محفوظ کر لیں گے تو کل محفوظ 89 ہوئے۔ اگر ولادت بیٹے کی ہو تو 78 حصے اسے دے کر بیوی کو 3 اور ماں باپ کو 4، 4 دے دیں گے۔ اگر ولادت بیٹی کی ہو تو اسے 64 حصے دے کر (25 = 64 – 89) 25 حصے موجودہ بیٹی کو دے دیئے جائیں گے۔

وارثین	کم تر حصہ	وارثین	محفوظ حصہ
بیوی	24	بیوی	3
ماں	32	ماں	4
باپ	32	باپ	4
بیٹی	39	متوقّع بیٹا	78
	127		89

مثال نمبر 3:

کسی شخص کا انتقال ہوا تو اس کے وارثین میں اس کی ایک بیوی، ایک بہن اور ایک بہو ہے جو کہ حاملہ ہے یعنی بیٹے کا انتقال باپ کی زندگی ہی میں ہو گیا لیکن باپ کے انتقال کے وقت اس کی بیوی حاملہ تھی یاد رہے کہ بہو وارث نہیں بنتی ہے البتہ پوتا یا پوتی وارث بنتے ہیں۔

8		
بیوی	بہن	حمل پوتا
ثُمن	محروم	عصبہ
1	–	7

8		
بیوی	بہن	حمل پوتی
ثُمن	عصبہ	نصف
1	3	4

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں بیوی کو 1 حصہ دے کر 7 حصے محفوظ رکھیں گے۔ لڑکے کی ولادت ہو تو 7 حصے اس کو دے دیں گے، اگر لڑکی کی ولادت ہو تو 7 میں سے 4 حصے پوتی کو اور 3 حصے بہن کو دے دیں گے (چونکہ بہن مسئلہ ذکوریت میں محروم اور مسئلہ انوثیت میں وارث ہو رہی ہے اس لیے اس کو کچھ بھی نہیں دیا جائے گا۔)

☆ اگر حمل میں یہ اندازہ ہو کہ جڑواں بچے ہیں تو ایسی صورت میں کل تین مسئلے کرنے ہوں گے۔

1۔ دو بیٹے　　　2۔ دو بیٹیاں　　　3۔ بیٹا بیٹی

طریقۂ تقسیم:

تین مسئلے بنا کر یہ دیکھیں کہ ان کے اصل یا عول ورد میں برابری (تماثل) ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کسی ایک کو جامع بنا دیں، اگر برابری نہیں ہے تو ان کا LCM نکال کر جامع بنا لیں پھر جامع کو ہر مسئلہ کے اصل یا عول ورد میں تقسیم کریں پھر حاصلِ تقسیم کو اس کے بازو لکھ کر ہر فریق کے حصے میں ضرب دیں جیسے:

20/24 3 × 5			
بیوی	بیٹا	حمل (بیٹا بیٹا)	
ثُمن	عصبہ		
1	7		
3	21		
	7	7	7
60	140	140	140

جامع: 480			
15/32 = 4 × 8			
بیوی	بیٹا	حمل (بیٹی بیٹی)	
ثُمن	عصبہ		
1	7		
4	28		
	14	7	7
60	210	105	105

12/40 = 5 × 8			
حمل (بیٹا بیٹی)		بیٹا	بیوی
عصبہ			ثُمن
7			1
35			5
7	14	14	
84	168	168	60

480 ÷ ~~45~~ 24 = ~~10~~ 20   480 ÷ 32 = 15   480 ÷ 40 = 12

8 | 24,32,40
2 | 3,4,5
3,2,5

8 × 2 × 3 × 2 × 5 = 480

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں تینوں مسائل کے اصول کا LCM نکالا گیا تو 480 جامع نکلا پھراس کو ہر مسئلہ کے اصل سے تقسیم کر کے حاصلِ تقسیم کو اس کے بازو لکھا گیا اور اس کو ہر فریق کے حصوں میں ضرب دیا گیا چنانچہ بیوی کو تینوں مسائل میں 60 حصے ملے تو اس کو کل حصے دے دیئے گئے، بیٹے کو اس کا کم تر حصہ 140 دیا گیا بقیہ 280 حصے محفوظ رکھ لیے گئے، اگر ولادت دو بیٹوں کی ہو تو ہر ایک کو 140 دے دیں گے، دو بیٹیاں ہوں تو ہر ایک کو 105 دے کر مزید بیٹے کو 70 حصے دے دیں گے، اگر ولادت ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی ہو تو بیٹے کو 168 حصے اور بیٹی کو 84 حصے دے کر بقیہ 28 حصے بیٹے کو دے دیں گے۔

مفقود

(1):......مفقود سے مراد ایسا شخص جو گم ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ آیا وہ زندہ ہے یا مردہ۔

(2)**مدت ِانتظار** :......مفقود کی مدتِ انتظار میں علماء کے مابین بڑا اختلاف ہے۔ احناف و شوافع کے نزدیک مفقود کا (90) سال کی عمر کو پہنچنے تک انتظار کیا جائے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک یوم ولادت سے (70) سال تک انتظار کیا جائے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک تفصیل ہے، اگر حالت امن ہو تو (90) سال تک انتظار کیا جائے۔ اگر حالت خوف ہو تو (4) سال تک انتظار کیا جائے۔ راجح یہ ہے کہ زمان و مکان اور اشخاص واحوال کے اعتبار سے یہ قاضی کے فیصلہ پر موقوف ہے کیونکہ جدید ذرائع ابلاغ یا میڈیا (Communications) کے اس دور میں کسی بھی گم شدہ شخص کو تلاش کرنے کے بہت سے وسائل جمع ہو گئے ہیں جو پہلے زمانے میں نہیں تھے۔ اسی طرح حالتِ امن اور حالت جنگ و فساد میں گمشدگی ایک طرح کی نہیں ہوتی، گم شدہ شخص کی عمر اور صحت کا بھی اس میں بڑا دخل ہوتا ہے، اسی طرح انسان برّی سفر اختیار کرے یا ہوائی یا پھر بحری سفر کرے اور گم ہو جائے تو ان میں بھی بڑا فرق ہے۔

(3):......مفقود مورّث بھی ہو سکتا ہے اور وارث بھی۔

اگر مفقود مورّث ہو تو قاضی جیسے ہی اس کی موت کا فیصلہ سنا دے تو اس کا مال اس کے وارثین کے درمیان تقسیم ہو جائے گا، اس فیصلہ سے پہلے جو وارث وفات پا چکے ہوں گے وہ محروم رہیں گے، اگر مفقود واپس ہو جائے تو وارثین کو دیا گیا مال واپس لے لیا جائے گا اگر

انہوں نے استعمال کر دیا ہو تو اس کی مثل یا قیمت واپس لے لی جائے گی۔

اگر مفقود وارث ہو تو ترکہ کا حقدار اسی وقت ہو گا جب یہ پتہ چلے کہ اس کی موت اس کے مورِث کے بعد ہوئی ہے تو ایسی صورت میں اس کا حصہ محفوظ کر کے رکھا جائے گا۔ اگر واپس ہو جائے تو اس کا حصہ اس کو دے دیا جائے گا اگر نہ آئے یا وفات کی خبر مل جائے یا قاضی اس کی موت کا فیصلہ سنا دے تو اس کا محفوظ حصہ دوسرے شریک وارثین میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

(4) طریقۂ تقسیم:

مفقود اگر تنہا وارث ہو رہا ہو یا اس کے شرکاء بھی ہوں مگر وہ محروم ہو رہے ہوں تو اس کے لیے پورا ترکہ محفوظ رکھا جائے گا، اگر وہ واپس آجائے تو مکمل ترکہ اس کے حوالہ کر دیا جائے گا اگر نہ آئے تو وہ ترکہ باقی وارثین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا۔

ہاں اگر اس کے شرکاء وارثین کم وبیش وراثت کے حقدار ہو رہے ہوں تو مسئلہ 'حمل' کی طرح یہ مسئلہ بھی حل کیا جائے گا جس میں دو مسئلے ہوں گے، ایک میں مفقود کو زندہ سمجھ کر اور دوسرے میں مفقود کو مردہ سمجھ کر حصے تقسیم کریں گے اور شرکاء کو کم تر حصہ دے کر بقیہ حصہ محفوظ رکھیں گے۔

24 = 3×8		جامع 24
بیوی	بیٹی/ مفقود بیٹا (زندہ)	چچا
ثُمن	عصبہ	محروم
1	7	–
3	21	–
	7 14	

3/8			
بیوی	بیٹی	مفقود بیٹا (مردہ)	چچا
ثُمن	نصف	×	عصبہ
1	4	×	3
3	12	×	9

Step 1: $8\underline{|\,8,\ 24}$
$\quad\ 1,3$

$8 \times 3 = 24$

Step 2: 24 ÷ 8 = 3

جامع: LCM 24 (ذواضعاف اقل مشترک)

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں 24 حصوں میں سے بیوی کو 3 اور بیٹی کو 7 حصے دے کر 14 محفوظ رکھیں گے، اگر مفقود بیٹا واپس آجائے تو کل 14 حصے اس کو دے دیں گے اگر نہ آئے تو 14 میں سے 5 حصے بیٹی کو اور 9 حصے چچا کو دے دیں گے۔

5/6	جامع 30	
ماں	دو بیٹیاں	پوتا مفقود (زندہ)
سُدس	ثُلثان	عصبہ
1	4	1
5	20	5

6/5 ~~6~~		
ماں	دو بیٹیاں	پوتا مفقود (مردہ)
سُدس	ثُلثان	×
1	4	
6	24	

جامع: 30 = 6 × 5

30 ÷ 6 = 5   30 ÷ 5 = 6

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں مسئلۂ وفات میں رد واقع ہوا ہے، دونوں مسئلوں کے اصل کو ایک دوسرے سے ضرب دیا گیا (30 = 6×5) تو جامع نکلا، پھر 30 میں سے ماں کو 5 اور دو بیٹیوں کو 20 حصے دے دیئے گئے۔ 5 حصے محفوظ رکھیں گے اگر پوتا واپس آجائے تو کل 5 حصے اس کو دے دیں گے۔ اگر نہ آئے تو 5 میں سے 1 حصہ ماں کو اور 4 حصے دو بیٹیوں کو دے دیں گے۔

اگر مفقود ایک سے زائد ہوں تو اسی حساب سے مسئلے کرنے ہوں گے جیسے کسی کا انتقال ہوا تو وارثین میں شوہر، ماں، اور سگی بہن کے ساتھ ایک سگا بھائی ایک سگی بہن مفقود تھے۔

دونوں زندہ		6/12 = 2 × 6		
شوہر	ماں	سگی بہن	سگی بہن / سگا بھائی	
نصف	سُدس	عصبہ		
3	1	2		
6	2	4		
–	–	1	1	2
36	12	6	6	12

دونوں مردہ		~~6~~ 9/8		
شوہر	ماں	سگی بہن	سگا بھائی سگی بہن	
نصف	ثُلث	نصف	×	×
3	2	3	×	×
27	18	27	×	×

صرف سگا بھائی زندہ		4/18 = 3 × 6		
شوہر	ماں	سگی بہن	سگا بھائی	سگی بہن
نصف	سُدس	عصبہ		×
3	1	2		×
9	3	6		×
–	–	3	3	×
36	12	12	12	×

صرف سگی بہن زندہ ہے		~~6~~ 9/8		
شوہر	ماں	سگی بہن	سگی بہن	سگا بھائی
نصف	سُدس	ثُلثان		×
3	1	4		×
27	9	36		×
		18	18	×

2 | 12,8,18,8
2 | 6,4,9,4
3 | 3,2,9,2
2 | 1,2,3,2
3 | 1,1,3,1
1,1,1,1

$2 \times 2 \times 3 \times 2 \times 3 = 72$

L.C.M = 72

$72 \div 12 = 6$

$72 \div 8 = 9$

$72 \div 18 = 4$

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں چاروں مسائل کے اصول کا LCM نکالا گیا تو 72 جامع نکلا، پھر اس کو ہر مسئلے کے اصل یا عول سے تقسیم کر کے حاصلِ تقسیم کو اس کے بازو لکھا گیا اور اسے ہر فریق کے سہام (حصوں) میں ضرب دیا گیا، چنانچہ شوہر کو اس کا کم تر حصہ 27، ماں کو 9 اور سگی بہن کو 6 دے دیا گیا تو کل 42 ہوئے اور 30 محفوظ ہوں گے۔ اگر دونوں زندہ آجائیں تو سگے بھائی کو 12 اور سگی بہن کو 6 دے کر شوہر کو بقیہ 9 اور ماں کو 3 دے دیں گے۔ اگر دونوں وفات پا جائیں تو ماں کو 9 اور سگی بہن کو 21 دے دیں گے۔ اگر صرف بھائی زندہ آجائے تو اس کو 12 دے کر شوہر کو 9، ماں کو 3 اور سگی بہن کو 6 دے دیں گے اور اگر صرف بہن زندہ آجائے تو اس کو 18 دے کر سگی بہن کو 12 دے دیں گے۔

خُنثیٰ کا بیان

(1):...... خُنثیٰ یا مخنّث ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کو مرد و عورت دونوں کی شرمگاہیں ہوں یا دونوں نہ ہوں۔

(2):...... **مخنّث** کون ہو سکتے ہیں؟

اولاد، بھائی بہنیں اور چچا **مخنّث** ہو سکتے ہیں، ماں باپ اور میاں بیوی کبھی مخنث نہیں ہو سکتے کیونکہ شادی و ولادت کے ذریعے اس کا اشتباہ ختم ہو جاتا ہے۔

(3):...... ایسا مخنّث جو مرد جیسا ہو اسے مردوں جیسا وراثت کا حصہ ملے گا اور جو عورت جیسی ہو اس کو عورتوں جیسا حصہ ملے گا۔

(4) **خُنثیٰ مُشکَل** :...... ایسا مخنّث جس کا حال مشتبہ ہو یعنی معلوم نہ ہو سکے کہ آیا وہ مرد ہے یا عورت اس کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں:

(1) **حالتِ رجاء**:...... وہ مخنّث جس کا حال واضح ہونے کی امید ہو جیسے نابالغ مخنّث۔

حکم:

ایسے مخنّث اور شریک وارثین کو کم تر حصہ دیا جائے گا اور باقی حصے محفوظ کیے جائیں گے۔

طریقۂ تقسیم:

اس کا طریقۂ تقسیم وہی ہے جو حمل اور مفقود کے باب میں گزرا ہے کہ دو مسئلے بنائے جائیں ایک میں مذکر اور دوسرے میں مؤنث تسلیم کر کے حل کریں گے۔

جامع 20

4/5		
بیٹا	بیٹی	مخنّث مذکر
عصبہ		
2	1	2
8	4	8

5/4		
بیٹا	بیٹی	مخنّث مؤنث
عصبہ		
2	1	1
10	5	5

Step 1: $4 \times 5 = 20$

Step 2: $20 \div 5 = 4$

Step 3: $20 \div 4 = 5$

وضاحت :...... مذکورہ مثال میں ایک مسئلہ مذکر تسلیم کر کے اور ایک مسئلہ مؤنث تسلیم کر کے کیا گیا، جامع کل 20 ہے جس میں سے بیٹے کو 8 اور بیٹی کو 4 حصے دیئے جائیں گے اور 8 حصے محفوظ رکھیں گے۔ بلوغت کے بعد اگر پتہ چل جائے کہ وہ مذکر ہے تو کل 8 حصے اس کو دے دیں گے۔ اگر مؤنث ہو تو اس کو 5 حصے دے کر 2 حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دے دیں گے۔

(2) **حالتِ یأس** :...... وہ مخنّث جس کی حالت بلوغت کے بعد بھی واضح نہ ہو یا بلوغت سے پہلے ہی وہ وفات پا چکا ہو۔

حکم:

اس حالت میں بھی مشتبہ مخنّث کو کم تر حصہ دے کر بقیہ حصے دیگر وارثین کے مابین تقسیم کر دیں گے۔ لیکن دوسری رائے یہ بھی ہے کہ ایسے شخص کو مرد و عورت دونوں کا آدھا آدھا حصہ ملے گا۔ کیونکہ زیادہ پانے کے لیے مخنّث اپنے آپ کو مرد ثابت کرے گا اور

دیگر وارثین کم دینے کے لیے عورت ثابت کریں گے۔

طریقۂ تقسیم:

حمل اور مفقود ہی کی طرح دو مسئلے بنائے جائیں پھر جامع کو 2 سے ضرب دے کر تیسرا مسئلہ بنائیں، پھر ہر وارث کے نیچے مذکر و مؤنث تسلیم کر کے حل کرنے کی صورت میں جتنا حصہ ملا ہو دونوں کو جمع کر کے تحریر کر دیں۔

مثال:

4/5		جامع 20
بیٹا	بیٹی	مخنث مذکر
عصبہ		
2	1	2
8	4	8

5/4		
بیٹا	بیٹی	مخنث مؤنث
عصبہ		
2	1	1
10	5	5

5 × 4 = 20

40		
بیٹا	بیٹی	مخنث
18	9	13

وضاحت:...... جامع کو 2 سے ضرب دے کر تیسرا مسئلہ بنایا گیا پھر بیٹے کو دونوں صورتوں میں جو ملا 10 + 8 ملا کر 18 اور بیٹی 4 + 5 ملا کر 9 اور مخنث کو 8 + 5 ملا کر 13 حصے دیئے گئے۔

اجتماعی موت

اجتماعی موت سے مراد یہ ہے کہ ایک سے زیادہ رشتہ دار کسی حادثہ (Accident) میں یا جل کر یا ڈوب کر یا کسی عمارت کے نیچے دب کر یا طاعون وغیرہ میں ایک ساتھ مر جائیں۔

ان کی دو حالتیں ہیں:

(1) **پہلی حالت** :...... یہ کہ سب ایک ساتھ مر جائیں اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان میں سے کون پہلے مرا اور بعد میں کون مرا۔

حکم:

اس حالت میں ایک ساتھ مرنے والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے بلکہ ہر ایک کا مال اس کے زندہ وارثوں پر تقسیم ہوگا، جیسے دو بھائی کار کے حادثے میں مر گئے اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون پہلے مرا اور کون بعد میں۔ لہٰذا دونوں بھائی آپس میں وارث نہیں ہوں گے۔ البتہ ان کے وارثین میں ہر ایک کی بیوی اور بیٹی ہیں اور دونوں کی ماں زندہ ہے تو یہی لوگ اپنے مورِث کے وارث ہوں گے۔

(2) **دوسری حالت**:...... یہ کہ سب ایک ساتھ مر جائیں اور یہ بات اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ کون پہلے مرا اور کون بعد میں۔

حکم:

اس حالت میں بعد میں مرنے ولا پہلے مرنے والے کا وارث ہوگا اور پہلے مرنے والا بعد میں مرنے والے کا وارث نہیں ہوگا جیسے: باپ (حامد) اور بیٹا (خالد)، بیٹی (عائشہ) اور پوتی (خدیجہ) ہیں۔ باپ اور بیٹے کسی حادثے کا شکار ہو گئے۔ باپ جائے حادثہ (SPOT) پر ہی دم توڑ گیا اور بیٹا زخمی حالت میں اسپتال میں داخل کیا گیا۔ تین دن بعد زخموں کی تاب نہ لا کر وہ بھی فوت ہو گیا۔ ایسی حالت میں باپ کے وارثین بیٹا (خالد)، بیٹی (عائشہ) اور

پوتی (خدیجہ) ہوں گے جس میں بیٹا بیٹی عصبہ کے طور پر وارث ہوں گے اور پوتی محروم رہے گی ، پھر بیٹے کے وارثین بیٹی (خدیجہ) اور بہن (عائشہ) ہوں گے جس میں بیٹی کو نصف اور بہن عصبہ بن کر نصف کی حقدار ہوگی۔

وضاحت :......اگر کبھی اجتماعی موت میں مرنے والوں کے متعلق معلوم ہو کہ کچھ لوگ پہلے مرے ہیں اور کچھ بعد میں مرے ہیں، لیکن تعیین نہ ہو سکے یا تعیین تو ہو لیکن بعد میں بھول جائیں یا حقیقتِ موت سے ناواقفیت ہو تو ایسی صورت میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔

جمہور علماء، احناف، مالکیہ اور شوافع اس بات کے قائل ہیں کہ کوئی آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے، کیونکہ وراثت کی ایک شرط یہاں مفقود ہے کہ موّرِث کی موت کے بعد تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی وارث زندہ رہے۔ اور دوسری بات یہ کہ جنگِ یمامہ اور جنگِ صفین میں مرنے والے رشتہ داروں میں ایک دوسرے کو وارث نہیں بنایا گیا بلکہ ہر ایک کے زندہ وارثین ہی ان کے وارث بنے۔ البتہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی صورتوں میں وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ دلیل یہ ہے کہ طاعون عمواس میں مرنے والے رشتہ داروں کو عمر رضی اللہ عنہ نے آپس میں ایک دوسرے کا وارث بنایا تھا۔ یہ اثر ارواء الغلیل باب میراث الغرقیٰ ونحوھم میں موجود ہے۔ لیکن شیخ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [1]

راجح:

پہلا قول راجح ہے کیونکہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما اور ان کے بیٹے زید بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کا انتقال ایک ہی دن ہو گیا تھا۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کون پہلے مرا، اس لیے نہ یہ ان کی وارث بنیں اور نہ بیٹا ماں کا وارث بنا۔ اسی طرح اہلِ صفین اور اہلِ حرۃ بھی ایک دوسرے کے وارث نہیں بنے، اس اثر کو امام حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند کو انہوں نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اس کی موافقت کی ہے اور شیخ البانی فرماتے ہیں: (وھو کما قالا) ـ ''کہ امام حاکم وذہبی کا فیصلہ صحیح ہے''۔ [2]

---

[1] ارواء الغلیل جلد 6، صفحہ 152 [2] ارواء الغلیل 154/6۔

حنابلہ کے نزدیک طریقۂ تقسیم:

حنابلہ کے نزدیک حادثے کا شکار ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، گرچہ یہ معلوم نہ ہوسکے کہ کون پہلے مرا اور کون بعد میں، البتہ یہ لوگ ایک دوسرے کی پرانی جائداد (التــــلاد) کے وارث ہوں گے، لیکن نئی جائداد (الـطـریف) یعنی جو ترکہ اسے دوسری میّت سے ملا ہے، وہ اس کے وارث نہیں ہوں گے کیونکہ اس سے ایک ہی شخص کا دوبارہ اپنے ہی مال کا وارث ہونا لازم آتا ہے، یہ رائے تابعین میں سے قاضی شریح، ابراہیم نخعی اور شعبی رحمہم اللہ کی بھی ہے۔

طریقۂ حل:

یہ مسئلہ مناسخہ کی طرح حل کیا جائے گا۔

مثـــال: ......دو سگے بھائی ایک حادثے کا شکار ہوکر اکھٹے فوت ہوگئے اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کون پہلے مرا اور کون بعد میں، پہلے بھائی (خالد) نے اپنی بیوی، بیٹی اور چچا کو زندہ چھوڑا اور دوسرے بھائی (حامد) نے دو بیٹیاں اور مذکورہ چچا کو زندہ چھوڑا۔

متوفی خالد کا تلاد مال:

"8"			
بھائی (حامد)	بیوی	بیٹی	چچا
عصبہ	ثمن	نصف	محروم
(3)	1	4	×

متوفی حامد کا طریف مال:

"3"	مافی الید 3
دو بیٹیاں	چچا
ثلثان	ع
2	1

وضاحت :...... خالد کی جائداد میں سے اس کی بیوی کو(1) بیٹی کو(4) چچا کو(1) اور حامد کی دو بیٹیوں کو(2) ملے، کل مجموعہ(8) ہوئے وہی جامع ہے۔

متوفی حامد کا تلاد مال

"3" × 8 - 24		
بھائی (خالد)	دو بیٹیاں	چچا
عصبہ	ثلثان	محروم
(1)	2	×
8	8 8	

متوفی خالد کا طریف مال

"8"		مافی الید 1
بیوی	بیٹی	چچا
ثمن	نصف	عصبہ
1	4	3

وضاحت: ...... حامد کی جائداد میں سے اس کی دو بیٹیوں کو(16) چچا کو(3) خالد کی بیوی کو(1) اور بیٹی کو(4) ملے جو مجموعہ 24 ہوا اور وہی جامع ہے۔

☆ جمہور کی رائے مطابق مسئلہ کا حل یوں ہوگا:

خالد کی جائداد کی تقسیم

8		
بیوی	بیٹی	چچا
ثمن	نصف	عصبہ
1	4	3

حامد کی جائداد کی تقسیم

3	
دو بیٹیاں	چچا
ثلثان	عصبہ
2	1
1 1	

دادا، سگے اور باپ شریک بھائیوں کی میراث

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت جن میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، اس بات کے قائل ہیں کہ سگے اور باپ شریک بھائی ،دادا کی موجودگی میں محروم ہوجاتے ہیں جس طرح باپ کی موجودگی میں وہ بالاتفاق محروم ہو جاتے ہیں۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کی بھی ایک رائے یہی ہے۔ اسی طرح کئی فقہاءِ حنابلہ اور شوافع بھی اسی کے قائل ہیں۔ ابنُ القیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین میں 20 وجوہات ذکر کی ہیں کہ دادا کی موجودگی میں سگے اور باپ شریک بھائیوں کو وارث بنانا نقل وعقل اور قیاس کے مخالف ہے۔

اس کے برخلاف علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے نزدیک دادا کی موجودگی میں ان کو وارث بنایا جائے گا۔ یہ قول امام مالک، امام شافعی اور امام احمد (مشہور قول کے مطابق) کا ہے۔ البتہ طریقۂ تقسیم میں ان کے مابین اختلاف ہے۔

راجح:

پہلا قول راجح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آخری آیت میں فرمایا: سگے اور باپ شریک بھائی اپنے بھائی کے وارث اس وقت ہوں گے جب وہ میت (بھائی) کلالہ ہو۔ کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں جسکی کی نہ اولاد ہو اور نہ والد، اور باپ نہ ہو تو دادا ہی اس کے قائم مقام ہوتا ہے۔

علمِ میراث کے چند مشہور مسائل

(1) مسئلہ مشترکہ:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک واقعہ پیش آیا تھا کہ ایک عورت فوت ہوگئی۔ اس نے اپنے پیچھے شوہر، ماں اور ماں شریک بھائی اور سگے بھائی کو چھوڑا۔

مخرج "6"			
شوہر	ماں	دو ماں شریک بھائی	دو سگے بھائی
نصف	سدس	ثلث	عصبہ
3	1	2	×

مذکورہ مسئلہ میں سگے بھائیوں کے لیے کچھ باقی نہیں بچا جسے وہ بطور عصبہ لیتے، حالانکہ وہ ماں شریک بھائیوں کی بنسبت میت سے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ پھر ایک سال کے بعد اسی طرح کا ایک اور مسئلہ پیش آیا جس میں سگے بھائیوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ ہماری ماں اور ماں شریک بھائیوں کی ماں ایک ہی تو ہے لہٰذا ہمیں بھی کچھ نہ کچھ ملنا چاہیے اور کہا "یا أمیر المؤمنین هب أن أبانا حجرًا فی الیم ملقی فی الیم ألسنا أولاد ام واحدة" ایک اور روایت میں ہے: "هب أن أبا نا حمارا" یعنی امیر المومنین آپ فرض کرلیں کہ ہمارا باپ پتھر تھا جس کو سمندر میں پھینک دیا گیا ہو لیکن ہماری ماں تو ایک ہی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہمارا باپ گدھا تھا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیگر لوگوں سے مشورہ کرنے کے بعد اس مسئلہ کا حل یوں نکالا کہ سگے بھائی اور ماں شریک بھائی سارے لوگ ثلث ($\frac{1}{3}$) میں برابر کے شریک ہوں گے۔ امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کی بھی یہی رائے ہے لیکن امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک سگے بھائی

چونکہ عصبہ ہوتے ہیں اس لیے اگر کچھ نہ بچا ہوتو وہ محروم رہیں گے۔

مسئلہ مشترکہ کے شروط:

مسئلہ مشترکہ میں درجِ ذیل شروط کا پایا جانا ضروری ہے اگر ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہوتو وہ مسئلہ مشترکہ نہیں ہوگا۔

1: میّت کی کوئی فرع وارث نہ ہو۔

2: میّت کے باپ دادا نہ ہوں۔

3: شوہر کا وجود ضروری ہے۔

4: ماں شریک بھائی بہنوں کی تعداد کم از کم دو ہو۔

5: سگے بھائیوں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر باپ شریک بھائی ہوں تو مسئلہ مشترکہ نہ ہوگا کیونکہ ان کی مائیں الگ الگ ہیں وہ محروم رہیں گے۔

6: سگے بھائی کے بجائے سگی بہن ہوتو مسئلہ مشترکہ نہ ہوگا۔

اس مسئلہ کو مسئلہ مشرّکہ، مسئلہ حماریہ، مسئلہ حجریہ اور مسئلہ یمیہ بھی کہا جاتا ہے۔

(2) مسئلہ اکدریۃ:

ایک عورت فوت ہوگئی اس نے اپنے پیچھے شوہر، ماں، دادا، اور سگی بہن کو زندہ چھوڑا، اگر اس مسئلہ کو اصولی طور پر حل کیا جائے تو اس طرح ہوگا:

مخرج ''6''			
شوہر	ماں	دادا	سگی بہن
نصف	ثُلث	عصبہ	محروم
3	2	1	×

مذکورہ مثال میں سگی بہن محروم ہے البتہ جو لوگ سگے اور باپ شریک بھائیوں کو دادا کی موجودگی میں وارث بناتے ہیں ان کے نزدیک مذکورہ مثال کا حل یوں ہوگا:

مخرج ''6'' عَول 9 × 3 = 27			
سگی بہن	دادا	ماں	شوہر
نصف	سُدس	ثُلث	نصف
3	1	2	3
عصبہ 4			
12		6	9
4	8		

وضاحت: ......سگی بہن کا حصہ چونکہ دادا کے حصہ سے بڑھ گیا تو دونوں کو عصبہ بنا دیا گیا پھر ان کے مابین للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت ''4'' حصے بٹ جائیں گے۔ ''4'' جب ''3'' حصوں پر تقسیم نہیں ہوا تو کسر واقع ہوگا، تو ''3'' کو عول سے ضرب دیا گیا تو 12 نکلا جس میں سے دو حصے 8 دادا کو ایک حصہ 4 سگی بہن کو دیا گیا۔

وجہ تسمیہ: ......اس مسئلہ کو اکدریہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اصولوں کو مکدر کر دیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ جہاں عصبہ ہوں وہاں عول نہیں ہوتا لیکن یہاں عول آ گیا ہے اسی طرح دادا کی موجودگی میں سگی بہن صاحب فرض نہیں بنتی بلکہ عصبہ بنتی ہے لیکن یہاں اس کو نصف دیا گیا ہے۔ ایک وجہ تسمیہ یہ بھی ہے کہ اس عورت کا تعلق اکدر نامی قبیلہ سے تھا۔

(3) مسئلہ غراوین:

پچھلے اسباق میں ماں کی حالتوں میں ایک حالت ثلث باقی کی تھی۔ یہی مسئلہ غراوین ہے جہاں ماں کو جبکہ باپ بھی زندہ ہو شوہر یا بیوی کی موجودگی میں ثلث باقی ملتا ہے۔

مخرج ''6''		
ماں	باپ	شوہر
ثلث باقی	عصبہ	نصف
1	2	3

مخرج ''4''		
ماں	باپ	بیوی
ثلث باقی	عصبہ	ربیع
1	2	1

مذکورہ مثالوں میں اگر ماں کو ثُلث کل دیا جائے تو باپ کا حصہ ماں کے حصہ سے کم ہوجائے گا جو علم فرائض کے اصول کے خلاف ہے کہ مردوں کو عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ ملتا ہے، اس لیے شوہر یا بیوی کو اس کا حصہ دینے کے بعد جو بچتا ہے اس کا ثُلث دیا گیا۔ شوہر کو نصف حصہ (3) دینے کے بعد (3) بچا تو اس کا ثُلث (1) ہوتا ہے اسی طرح بیوی کو (4) میں سے (1) دینے کے بعد (3) باقی رہتا ہے اور اس کا ثُلث (1) ہوتا ہے اور باقی باپ کو دے دیا گیا اس مسئلہ کو مسئلہ ''عمریتین'' بھی کہتے ہیں کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اس طرح حل کیا تھا۔

مراجع ومصادر

جن کتابوں سے میں نے استفادہ کیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

1: كتاب الفرائض ، از عبد الصمد بن محمد الكاتب .

2: فقه المواريث المُيسّر ، از صالح بن محمد سيد .

3: الوجيز فى فقه السنة والكتاب العزيز ، از دكتور عبد العظيم بدوى

4: التحقيقات المرضية فى المباحث الفرضية ، از شيخ صالح بن فوزان حفظه الله .

5: المغيث بأدلة المواريث ، از محمد العمارى .

6: مهمات فى أحكام المواريث ، از محمد حسن عبد الغفار رحمه الله .

7: الفرائض ، از عبد الكريم اللاحم .

8: اللباب فى فقه السنة والكتاب ، از محمد صبحى بن حسن حلاق رحمه الله .

9: اسلامی قانون وراثت (اردو)، از شیخ ابونعمان بشیر احمد حفظہ اللہ.

10: قواعد میراث (اردو)، از مولانا نصر اللہ مصباحی.

11: اسلام کا قانون وراثت، از صلاح الدین حیدر لکھوی۔